احیائے تصوف کا علمبردار

ماہنامہ

نوائے صوفیہ

اسلام آباد

شمارہ نمبر ۱۳

ماہ نومبر ۱۹۹۵ء

زیں بادیہ رفتم کہ بسرچشمہ خورشید
چوں سایہ بشویم ز جبیں گرد سفر را
(بیدل)



خانقاہ معلیٰ صوفیہ نوربخشیہ کونیس بلتستان

بخدا خبر ندارم چو نماز می گزارم
کہ تمام شد رکوعے کہ امام شد فلانے
(رومی)

یعنی۔ مجھے خداوند عالم کی خوشبو یمن کی جانب سے آتی ہے۔ حضار مجلس غور کریں۔ یہ اصحاب صفہ کی باتیں ہیں۔ میں نے چار بزرگوں کا ذکر کیا ہے جو اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے ہیں، طوالت کے خوف سے اس سے زیادہ بزرگوں کا ذکر نہیں کروں گا۔ عاقل کو اشارہ ہی کافی ہے۔ انصاف کیا جانا چاہیے جو ایک ایسی بہترین شے ہے جس کا کوئی اور متبادل نہیں۔

انصاف کے بارے میں مولانا روم فرماتے ہیں کہ:

گرچہ انصاف درآید در وجود
بہ کہ عمری در قعود و در سجود

"اگر انسان میں انصاف کرنے کی ہمت پیدا ہو جائے تو یہ اس سے بہتر ہے کہ وہ زندگی بھر رکوع اور سجود کرے" بے انصافی بری چیز ہے۔ آپ اصحاب صفہؓ اور ارباب تصوف کی تعریف تواریخ کی روشنی میں دیکھ سکتے ہیں۔ کتابوں میں پڑھ سکتے ہیں۔ تواریخ کی کتب میں سے بعض کے فضائل آپ کے پاک کانوں تک پہنچانے کا شرف حاصل کروں گا۔ یہ احادیث بستان السیاحہ مفاتیح الاعجازفی شرح گلشن راز۔ فصوص الحکم ریاض السیاحہ اور حدیقۃ السیاحہ میں ہیں۔

رسول کریمؐ نے فرمایا کلمتان خفیفتان علی لسان حبیبتان عند الرحمن و ثقیلتان فی المیزان۔ دو کلمے ہیں پڑھنے میں آسان۔ خداوند کریم کے ہاں سب سے محبوب اور میزان میں بہت بھاری۔ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہؐ وہ کونسے دو کلمے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ۔ حاضرین مجلس! غور کرو یہ کلمات کس مسلک کے پیروکار پڑھتے ہیں؟ آپ جانتے ہیں کہ ان کلمات کا اہل دین حقہ صوفیہ نوربخشیہ ہمیشہ ورد کرتے ہیں۔ جس کی تعریف تمام انبیاء علیہ السلام نے کی ہے۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت ہی غمگین اور متفکر ہو گئے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ آپ کیوں غمگین و متفکر ہیں ہمیں علم نہیں کہ آپ کا غم کیا ہے۔ آپؐ کی سوچ کیا ہے۔ آپ کا تنگ ہونا کس امر کے باعث ہے؟ خدا پیغمبرؐ نے جواب میں فرمایا کہ اخبرکم انشاء اللہ۔ اگر خدا نے چاہا تو سب تمہیں خبر دوں گا یعنی بتا دوں گا۔ پھر خدا کے پیغمبرؐ نے فرمایا کہ قال آہن شوقا الی اخوانی۔ خدا کے پیغمبرؐ نے آہ بھر کر۔ افسوس کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ میں اپنے بھائیوں سے ملاقات کا مشتاق ہوں۔ اس مرحلہ پر ابوذر غفاریؓ نے کھڑے ہو کر استدعا کی کہ یا رسول اللہؐ اولیسنا اخوانک؟ کیا ہم آپ کے بھائی نہیں ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ قال لا انتم اصحابی۔ تم میرے بھائی نہیں بلکہ اصحاب ہو۔ پھر فرمایا کہ و اخوانی یجیئون من بعدی شعنهم شعن الانبیاء۔ اے حاضرین مجلس! دیکھو اور غور کرو کہ خدا کے پیغمبرؐ کے بھائی کون ہیں۔ فرمایا گیا ہے کہ شعنهم شعن الانبیاء۔ ان کی شان انبیاء کی شان ہے۔ مجتمعون فی بیت من بیوت اللہ۔ وہ اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ خدا کے گھروں (مسجدوں) میں۔ کانهم غرباء۔ گویا وہ بہت غریب ہیں۔ وہ بہت مجبوری کی حالت میں بھی خدا کے گھروں (مسجدوں) میں جمع ہو جاتے ہیں۔ ان کے بارے میں پیغمبر خداؐ نے آنے والے زمانے میں اصحاب صفہ کے درجے سے الگ کر کے فرمایا کہ وہ میرے بھائی ہیں جو آنے والے ہیں۔ رسول کریمؐ فرماتے ہیں کہ من سرہ ان یجلس مع اللہ فالیجلس مع اھل تصوف۔ "تم میں سے کوئی اگر خدا کے ساتھ رہنا چاہیے ہو تو اہل تصوف کے ساتھ رہو" یعنی صوفیہ کے ساتھ رہو۔ یہ احادیث مولانا محمد باقر مجلسی نے بحار الانوار کے دیباچہ میں اسی طرح نقل کی ہیں۔ انہوں نے اس کتاب میں لکھنے کی سند رسول کریمؐ پر رکھی ہے۔ لکھا ہے من سرہ ان یجلس مع اللہ فالیجلس مع اھل تصوف۔ یعنی اگر خدا کے ساتھ رہنے چاہتے ہو تو تمہیں اہل تصوف کے ساتھ رہنا ہو گا۔ دنیا کے مال و متاع کے طالب لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر خدا نہیں مل سکتا بلکہ اہل تصوف کے ساتھ رہنا ہی خدا کے ساتھ رہنے کے مترادف ہے۔

اس بارے میں جناب مولانا روم فرماتے ہیں۔

ہر کہ خواہد ہم نشینی با خدا
او نشیند در حضور اولیاء

فرماتے ہیں کہ "اگر کوئی شخص خدا کا ہم نشین ہونا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ خدا کے ولیوں کے ساتھ رہے۔ خدا کے دوستوں کے ساتھ رہے۔ دوست کی علامت یہ ہے کہ دوست کو یاد کرتا رہتا ہے۔ اس طرح خدا کو یاد کرنے والے طبقہ کو خدا کا دوست کہا جاتا ہے۔ یہ لوگ خدا کو اس طرح یاد کرتے ہیں لا الہ الا اللہ الملک الجبار ..... الخ۔ ان اوراد کے بعد خدا کے دوست یعنی صوفیہ نوربخشیہ کیا پڑھتے ہیں یا اللہ۔ یا رحمن ..... الخ

خدا کے اسماء پڑھنے کو آج
اے خدا کے بندو ذرا غور کرو
کل کچھ لوگ غزل سرائی قرار دیتے ہیں۔آپ خود غور کریں کہ وہ
کیا ورد ہے یہی کہ یا اللہ یا رحمن..... یا رحیم۔خیر میں ان پاک
اسماء کی تفصیل میں نہیں جاؤں گا کیونکہ سعدیؒ کا فرمان ہے کہ
"ازاں پیش بس کن کہ گویند بس"۔لوگوں کے یہ کہنے سے قبل
کہ بس کرو۔بس کرنا بہتر ہے۔
اب آیئے دیکھیں یہ گروہ اسماء الحسنیٰ کے بعد کیا پڑھتا ہے
رضینا باللہ تعالیٰ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم نبیا و رسولا و بعلی علیہ السلام امام و بالقرآن کتابا
بالکعبۃ قبلۃ و بالصلوۃ فریضۃ و بالمومنین اخوانا الخ۔حاضرین
مجلس غور کریں! اس میں کون سی بات شرک کے مترادف ہے۔
اے خدا کے بندو! ناانصافی کی بھی تو ایک حد ہوتی ہے۔اس شہر
میں نوبت یہاں تک پہنچی ہے کہ خداوند تعالیٰ کے اسماء پڑھنے
کے مقامات بند کرا دینے اور مقفل کرنے کا وقت آیا ہے۔آپ
دیکھیں کہ آپ مسلمان ہیں یا نہیں۔ پابندی اس امر پر ہونی
چاہیے تھی کہ ایک دوسرے کو تکلیف پہنچانے والی باتیں نہ کی
جائیں۔لیکن لفظ یا اللہ کو بند کرا دینے کی کوشش سمجھ میں نہیں
آتی۔
میں اصحاب صفہ کا ذکر کر رہا تھا۔اصحاب صفہ کا وجود
مسعود رحمت اللعالمین کے عین حیات میں تھا۔ایک روایت
میں ہے کہ یہ لوگ خدا کے پیغمبر کی ہجرت سے بیس سال قبل
موجود تھے۔ایک روایت کے تحت ہجرت کے ایک سال بعد
موجود تھے۔اس کتاب کو بستان سیاحہ کہتے ہیں جس میں ان
احادیث کا تذکرہ ہے۔آپ کو ملاحظہ کرنے کی کھلی آزادی ہے۔
رسول کریمؐ کی ان احادیث کے تحت خداوند عالم نے حدیث
قدسی میں فرمایا ہے کہ انا جلیس من ذکرنی۔"میں ان لوگوں کے
ساتھ ہوں جو میرا ذکر کرتے ہیں۔" ذکر کس طرح کیا جائے؟
کرنے والے اس طرح ذکر کرتے ہیں۔حسبنا اللہ لدینا حسبنا
اللہ لدنیانا الخ۔
حضار مجلس غور کریں۔خداوند عالم ان پاک اسماء کا
ورد کرنے والوں کے ساتھ ہیں۔حدیث قدسی میں خود خداوند
عالم فرماتے ہیں کہ انا جلیس من ذکرنی۔
اے مخلوق خدا! خدا کے اسماء ورد کرنے والوں کو کل

آخرت کے دن یہ نہیں کہا جائے گا کہ تم نے ذکر اللہ کیوں کیا؟
بلکہ ذکر نہ کرنے والوں سے اس سے متعلق بازپرس کی جائے گی

رسول کریمؐ کا ارشاد ہے کہ لا تطعنوا علی اھل
تصوف و الخرقۃ فان اخلاقھم اخلاق الانبیاء و لباسھم لباس
الانبیاء۔"تم اہل تصوف یا صوفیوں کی مذمت نہ کیا کرو ان پر
لعن طعن نہ کرو۔کیونکہ ان کا کردار انبیاء کے کردار کی طرح ہے
اور ان کا لباس انبیاء کے لباس کی مانند ہے۔" انبیاء کا لباس کیا تھا
حضرت موسیٰ علی انبیاء علیہ السلام والصلوٰۃ سے ساحروں کا
مباحثہ ہوا۔اس بحث کے دوران ساحروں میں سے ایک نابینا تھا
اس نابینا ساحر نے اپنے دوسرے ساتھی ساحروں سے پوچھا کہ ہم
سے بحث کے لئے آئے ہوئے لوگوں کی تعداد کتنی ہے؟ اسے اس
کے اپنے ساتھیوں میں سے کسی نے جواب دیا کہ ہم سے بحث
کرنے کے لئے آنے والے صرف دو ہی افراد ہیں۔جو ایک
دوسرے کے ساتھ بھائی کا رشتہ رکھتے ہیں۔اس نے مکرر پوچھا کہ
ان کا لباس کیسا ہے؟ آیا شاہانہ لباس ہے یا نہیں؟ اس سوال کے
جواب میں بتایا گیا کہ لباس فقیرانہ ہے۔یہ سن کر نابینا ساحر نے
کہا کہ ان سے بحث میں ہم نہیں جیتیں گے۔کیونکہ یہ خدا کی
طرف سے ہیں۔ورنہ وہ یا تو ہجوم رکھتے یا فاخرانہ لباس پہن کر آتے
یہ دونوں باتیں نہیں۔اس لئے وہ حق پر ہیں اور وہ خدا کے سچے
نبی ہیں۔اسی لئے خدا کے رسولؐ فرماتے ہیں کہ و لباسھم کلباس
الانبیاء۔
رسول اللہ فرماتے ہیں کہ تم دعا کرنے کے سلسلے میں
اہل تصوف یعنی صوفیاء کے ساتھ رہو۔ان کے ساتھ کوشش
جستجوئے خدا میں شریک رہو کیونکہ فان اللہ ینظر الیھم۔"یقیناً
خداوند عالم ان کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتا ہے۔" ویسر
عھم فی اجابتھم۔ان کی دعا خداوند عالم جلد قبول کرتے ہیں۔
رسول خداؐ نے فرمایا کہ ارشاد خداوندی ہے: الحرکت منک برکۃ
منی و السعی منکم و القبول من۔"حرکت تم کرو برکت میری
ذات دے گی سعی و کوشش تم کرو، دعا تم کرو، قبول میری ذات
کرے گی۔" بہرحال خداوند عالم ان کی دعا قبول کرتے ہیں۔میں
اس سے زیادہ احادیث بیان نہیں کروں گا۔اگر بیان کروں تو
اہل تصوف سے متعلق احادیث بے شمار لاتعداد ہیں۔اس لئے
عاقل را اشارہ کافی است کے مصداق اختصار کروں گا۔

(جاری ہے)

حب آل محمدؐ

سید ذوالفقار علی قمر الموسوی منہاج القرآن اسلامک یونیورسٹی لاہور

حضور اقدسؐ کی محبت کا تقاضا ہے کہ جو لوگ آپؐ کو محبوب تھے ہم بھی انہیں چاہیں اور ان سے پیار کریں۔ جن جن سے تعلق خاطر تھا ہم بھی ایک قلبی رابطہ ان سے محسوس کریں اور ان کا ادب و احترام، ان کی تعظیم و توقیر دل کی گہرائیوں میں محسوس کریں، اگر ہم ایسا محسوس نہیں کرتے تو حضورؐ سے ہماری محبت میں نقص ہے اور ہزار محب رسولؐ ہونے کا دعویٰ کریں، اگر یہ کیفیت نہیں ہے تو یہ حب رسولؐ محض ایک فریب نفس ہے محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے وہ لباس جو محبوب پہنتا ہے اور جس میں اس کی خوشبو بسی ہوتی ہے جی کو بھلا معلوم ہوتا ہے ایک عاشق نے کہا:

اے گل بتو خورسندم، تو بوئے کسے داری

"اے پھول تو اس لئے بھلا معلوم ہوتا ہے کہ تجھ سے یار کی خوشبو آتی ہے۔"

اس گھر کے درودیوار پر پیار آتا ہے، جس میں محبوب نے زندگی بسر کی ہو

امر علی الدیار دیار لیلی
اقبل ذا الجدارو ذا الجدارا
و صاحب الدیار شغفن قلبی
ولکن حب من سکن الدیارا

"میں لیلیٰ کے گھر کے پاس سے گزرتا ہوں، کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کبھی اس دیوار کو چومتا ہوں کچھ ایسی بات نہیں کہ اس کے گھر کے پتھروں اور اینٹوں پر میں ریجھا ہوا ہوں، نہیں، یہ تو اس کی محبت کا تقاضا ہے جو اس گھر میں رہتا تھا۔"

وہ راہیں جن سے یار گزرتا ہے ان راہوں پر پیار آتا ہے:

وہاں وہاں ابھی رقصاں ہے بوئے عنبر و گل
جہاں جہاں سے چمن میں بہار گزری ہے

قیس عامری کہتا ہے:

من آل لیلیٰ واین لیلیٰ

"لیلیٰ اب کہاں ہے، لیلیٰ کے بچوں کے چہروں میں لیلیٰ کی جھلک دیکھتا ہوں۔"

یہ محبت کی عام واردات ہے۔ محبت تو جہاں بھی ہوگی، اس کے برگ و بار یہی ہیں ان کیفیتوں کا حال صحابہ کرامؓ سے پوچھو آپؐ کے وضو سے جو پانی بچ جاتا، صحابہؓ اس پر جھپٹ پڑتے۔ (صحیح بخاری، کتاب الوضو باب استعمال فضل وضو والناس نسائی کتاب الطہارہ باب الانتفاع بفضل الوضو)

صحابہ کرامؓ اسے تبرکاً جسم پر ملتے تھے۔ آپؐ کا لعاب مبارک صحابہ کرامؓ کے ہاتھوں پر گرتا تھا۔ آپ جماعت کرواتے تو عاشقوں کا آپؐ کے اردگرد ہجوم ہوتا تھا۔ اور آپؐ کے بالوں کو سر سے اترتے ہی اچک لیتے تھے (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب فی قرب النبیؐ)

صحابہ کرامؓ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان نشانیوں کو آخرت کا توشہ سمجھتے تھے اور مرنے کے بعد بھی اپنے آپ سے جدا کرنا پسند نہیں کرتے تھے۔ حضور اقدسؐ جب حضرت انسؓ کے گھر تشریف لاتے تو ان کی والدہ آپؐ کے پسینے کو ایک شیشی میں محفوظ کر لیتیں اور اپنے عطر میں ملا لیتی تھیں حضرت انسؓ فوت ہونے لگے تو انہوں نے وصیت کی کہ:

"میرے لاشے پر حنوط ملو تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پسینے میں بسا ہوا عطر بھی ملا لینا۔" (صحیح بخاری کتاب الاستیذان)

ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ام سلیمؓ کے گھر تشریف لائے، گھر میں مشکیزہ لٹک رہا تھا آپؐ نے اس کا دہانہ اپنے منہ سے لگایا اور پانی پیا۔ حضرت ام سلیمؓ نے مشکیزے کا دہانہ کاٹ کر تبرکاً اپنے پاس رکھ لیا تھا کہ میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس ہونٹوں نے اس دہانے سے لمس کیا ہے۔ (طبقات ابن اسعد)

ہاں تو میں عرض کر رہا تھا کہ محبوب کی ہر شے عزیز ہوتی ہے اس کی گلیاں عزیز، اس کا آستانہ عزیز، اس کا پیراہن عزیز، اس کی جوتیاں عزیز اس کا گھرانہ عزیز، اس کے خادم عزیز۔

پس اس ذات اطہر و اقدس کی محبت کا ایک بدیہی تقاضا ہے کہ اہل بیت اطہار سے محبت ہو جیسا کہ خود رسول اکرمؐ نے فرمایا "احبونی لحب اللہ و احبوا اھل بیتی لحبی"

"اللہ کی محبت کی بنا پر مجھ سے محبت کرو اور میری محبت کی بنا پر میرے اہل بیت سے محبت کرو۔" (ترمذی)

پھر گھرانا بھی وہ کہ خود خدا آخری صحیفۂ آسمانی میں ان سے خطاب کرتا ہے اور ان کی طہارت و پاکیزگی کا اعلان کرتا ہے:

"انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا"

"اے بیت اطہار! خدا کو تو بس یہی منظور ہے کہ تم سے ہر طرح کی گندگی دور کر دے اور تمہیں ایسا پاک و صاف کر دے جیسا کہ پاک صاف کرنے کا حق ہوتا ہے۔" (الاحزاب ، ۳۲

وہ جن کی عظمت و عزت کا یہ عالم کہ قرآن مجید میں ان پر صلوٰۃ و سلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی:

"ان اللہ و ملٰئکتہ یصلون علی النبی یایھا الذین امنوا صلوا علیہ و سلموا تسلیما ○ (الاحزاب:۵۶)

"بلاشبہ اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبر پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود سلام بھیجو۔"

تو ایک صحابی نے آپ سے دریافت کیا:

امرنا اللہ ان نصلی علیک یا رسول اللہ فکیف نصلی علیک؟

"اللہ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیں سکھائیں کہ ہم آپؐ پر درود کیسے بھیجیں۔"

آپؐ نے ارشاد یوں فرمایا کہ:

اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید (صحیح مسلم شریف جلد اول)

وہ جن کی مجد و شرف کا یہ مقام حجۃ الوداع کے خطبے کتاب اللہ کے ساتھ آپ نے ان کا ذکر کیا: "انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی" میں تم میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں اللہ کی کتاب اور میری عترت۔ (صحیح مسلم شریف)

وہ جن کی فضیلت کعبے کا دروازہ تھام کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یوں بیان فرمائی:

"الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح ، من رکبھا نجا و من تخلف عنھا ھلک"

دیکھو میرے اہل بیت کی مثال تم میں کشتی نوح کی سی ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ بچ گیا جو اس سے دور رہا ہلاک ہو گیا۔" (مسند امام احمد عن ابی ذر)

وہ جن کے احترام کو ملحوظ رکھنے کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصیحت فرمائی:

"ولن یتفرقا حتی یردا علی الحوض فانظروا کیف تخلفونی فیھما" (ترمذی)

"کتاب اللہ اور اہل بیت ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے حتیٰ کہ وہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچ جائیں گے۔ پس خیال رکھنا کہ میرے بعد تم ان سے کیا سلوک کرتے ہو۔"

(بقیہ) مغربی

البقیع میں اپنی قبر خود ہی تیار کر لی تھی اس آرزو پر کہ مرنے کے بعد وہاں دفنا دیا جائے۔ شیخ ابوالقاسم نصر آبادی نے کہا کہ جس قبر کو آپ نے تیار کرایا ہے اس میں مجھے دفن کیا جائے گا۔ مگر آپ کو نیشاپور میں دفنایا جائے گا یہ بات آپ کو ناگوار گزری کچھ دنوں بعد آپ کو ایک ضروری کام سے بغداد جانا پڑا بغداد سے ہوتے ہوئے ہرات گئے اور کچھ دنوں بعد نیشاپور چلے گئے۔ وہاں آپ کا انتقال ہو گا اور وہیں دفن ہو گئے۔ جنت البقیع میں تیار کردہ قبر میں ابوالقاسم نصر آبادی کو دفنایا گیا۔ (خزینۃ الاصفیاء ص 138)

(گزشتہ سے پیوستہ)

شیخ عثمان مغربیؒ

غلام حسن نور بخش

ریاضت

اپ نے فرمایا کہ مجاہدات کی ابتداء میں میری کیفیت یہ تھی کہ اگر مجھے آسمان سے نیچے پھینک دیا جاتا تب بھی مجھے اس لئے خوشی ہوتی کہ میں ایسی الجھن میں پھنس گیا تھا کہ کھانا کھایا جائے یا نماز فرض کے لئے وضو کیا جائے۔ اس الجھن کی وجہ سے میرے لئے لذت مفقود ہو چکی تھی جو میرے لئے انتہائی اذیت کا باعث تھا۔ پھر حالت ذکر میں مجھ پر ایسی چیزیں منکشف ہوئیں کہ تم انہیں کرامتوں سے تعبیر کروگے مگر میں انہیں گناہ کبیرہ سے بڑا تصور کرتا اور نیند کو بھگانے کے لئے ایسی چٹانوں پر جا بیٹھتا جن کی تہہ میں بہت عمیق غاریں ہوتیں تاکہ ذرا بھی پلک جھپک لوں تو غار میں جا گروں اس کے باوجود اتفاق سے پتھر پر بھی نیند آجاتی ہے تو بیداری کے بعد دیکھتا کہ میں معلق پتھر پر بیٹھا ہوں۔ (تذکرۃ الاولیاء ص 347)

کشف و شہود

جب آدمی بکثرت ریاضت کرتا ہے تو اس کا دل و دماغ

صاف ہو جاتا ہے۔ بقول نور بخش

○ اگر باب ریاضت برآوری غسلی
ہمہ کدورت دل را صفا توانی کرد

ابو علی کاتب نے ابو عثمان مغربی سے کہا کہ ابن البرق بیمار تھے ان کو پانی دیا گیا تو انہوں نے یہ کہہ کر پانی پینے سے انکار کردیا کہ ملک میں فساد ہے۔ جب تک معلوم نہ ہو کہ کیا ہوا ہے نہ کھاؤں گا نہ پیوں گا۔ تیرہ دن اس طرح گزر گئے اتنے میں یہ خبر آئی کہ قرامطہ نے حرم شریف پر چڑھائی کی ہے۔ لوگوں کو مار ڈالتے ہیں اور حجر اسود کو توڑ ڈالا ہے۔ یہ خبر ملنے کے بعد انہوں نے کھایا پیا۔

ابو عثمان مغربی نے کہا یہ تو کوئی کمال نہیں ہے۔ ابو علی کاتب نے سوال کیا اگر یہ کمال نہیں تو بتاؤ آج مکہ میں کیا واقعہ ہوا ہے۔ ابو عثمان نے کہا آج مکہ میں ابر ہے۔ تمام مکہ بادل کے نیچے چھپا ہوا ہے بنی طلحہ اور بنی بکر کے درمیان لڑائی ہو رہی ہے بنی طلحہ کا مقدمہ الجیش ایک شخص ہے جو سیاہ گھوڑے پر سوار ہے اس کی پگڑی سرخ ہے اس بات کو لوگوں نے لکھ لیا۔ اس کے بعد دریافت کیا تو ویسا ہی نکلا جو انہوں نے کہا تھا۔ (طرائق الحقائق جلد دوم 537 نفحات الانس ص 191)

غالباً یہ واقع آپ کی زندگی کے آخری ایام کا ہے جس میں آپ مستقل طور پر مکہ معظمہ سے نیشاپور منتقل ہوئے تھے۔

کشف قلوب

باطنی صفائی سے کشف قلوب حاصل ہوتا ہے اور کسی کے دل کی بات معلوم کرنا بڑے کمال کی بات ہے۔ کسی نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ خیال کیا کہ اس وقت حضرت شیخ اپنی خواہش کا اظہار کریں تو میں فوراً اس کی تکمیل کروں گا۔ لیکن آپ نے فرمایا کہ میں نہ خدا کے سوا کسی سے خواہش کا اظہار کرتا ہوں اور نہ مجھے کسی کی اعانت درکار ہے۔ (تذکرہ الاولیاء ص 348)

شیخ فریدالدین عطار عبدالرحمن سلمیؒ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں ابو عثمان مغربی کے پاس تھا۔ ایک آدمی کنواں سے پانی نکال رہا تھا کہ چرخ کی آواز آئی آپ نے فرمایا اے عبدالرحمن! جانتے ہو کہ یہ چرخ کیا کہہ رہا ہے۔ میں نے کہا نہیں جانتا۔ فرمایا یہ اللہ اللہ کہتا ہے جو کوئی سماع سننے کا دعویٰ کرتا ہے پرند اور چرند اور ہوا کی آواز نہ سنے تو سماع سننے کا دعویٰ جھوٹ ہے۔ (طرائق الحقائق جلد دوم ص 543)

مجاورت حرم شریف

خانہ کعبہ عالم اسلام کا مرکز خدا پرستوں کا قبلہ اور امن و سکون کا گہوارہ ہے۔جہاں جانا عبادت ہے۔ہر صاحب استطاعت پر حج کرنا فرض ہے۔جسے خانہ خدا کی مجاوری کرنے کی سعادت ملی ہو اس کی عظمت کا کیا کہنا۔اور پھر جسے خانہ خدا اور حدود حرم کی تعظیم و احترام کی سعادت حاصل ہو ایسے شخص کی خوش نصیبی کا کیا ٹھکانا۔آپ کے بارے میں مشہور ہے کہ

آپ برسوں مکہ معظمہ میں مجاور رہے شیخ عبداللہ انصاری کا بیان ہے کہ 30 سال مکہ میں رہے حرم کی تعظیم کی وجہ سے کبھی بھی حرم کی حدود میں پیشاب نہیں کرتے تھے پھر وہاں فساد پھیل گیا جس کی وجہ سے آپ وہاں سے نیشاپور چلے گئے۔(نفحات الانس ص 88)

اقوال زرین اور تعلیمات

من اثر صحبۃ الاغنیاء علی مجالسۃ الفقراء ابتلاہ اللہ بموت القلب

جو فقرا کی صحبت کے مقابلے اغنیاء کی صحبت کو پسند کرے اللہ تعالیٰ اسے مرگ قلب میں مبتلا فرمائے گا۔(کشف المحجوب ص 317

ولی

الولی قدیکون مشھورا ولا یکون مفتونا

ولی مخلوق میں مشہور تو ہوتا ہے مگر ان کی محبت میں مبتلا نہیں ہوتا۔

معرفت

لایجنی ھذا الامر الا براحۃ الدم

معرفت حاصل نہیں ہوتا مگر جوئے خون یعنی جان سے ہاتھ دھوئے بغیر۔(طرائق الحقائق جلد دوم ص 549)

اعتکاف

الاعتکاف حفظ الجوارح تحت الامر

اعتکاف حکم خدا کی بجاآوری اور اعضاء و جوارح کا تحفظ ہے۔

بزرگوں کا احترام

اکابرین اور اولیاء کے عظام کے ادب سے انسان درجات عالیہ کو حاصل کر سکتا ہے اور اس کو دنیا و آخرت کی بھلائی نصیب ہوتی ہے۔(عوارف المعارف ص 566)

خدا تک رسائی

خدا تک رسائی کے دو راستے ہیں۔اول نبوت دوم اتباع نبوت۔اب چونکہ نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا ہے۔لہذا طالبان حق کے لئے اتباع نبوت ضروری ہے کیونکہ اتباع نبوت کے بغیر واصل بحق ہونا ممکن نہیں ہے۔(تذکرۃ الاولیا ص 349)

راہ سلوک کی ضروری چیزیں

آپ فرماتے ہیں کہ "اس طریقے (راہ سلوک) کی ضروری چیزوں میں افضل محاسبہ، مراقبہ اور علم کے ذریعے عمل کا ضبط ہے۔جب صحیح توبہ کی جائے تو خدا کی طرف بھی صحیح طریقے سے رجوع ہو سکتا ہے۔(عوارف المعارف ص 478)

تصوف

آخر فقر اول تصوف ہے اور تصوف حال کا چھپانا ہے اور اپنے مال و جاہ کو بھائیوں پر صرف کرنا۔(اقوال بزرگان دین ص 113)

معرفت حق

جس شخص کو معرفت حق اور ذکر الہی سے انس ہوتا ہے موت اس انس کو دور نہیں کر سکتی بلکہ پہلے سے سوگنا انس و

راحت بڑھا دیتی ہے۔(اقوال بزرگان ص 144)

شوق

الشوق ثمرۃ المحبۃ - شوق محبت کا نتیجہ اور ثمرہ ہے۔(عوارف المعارف ص 674)

درست علم وآگہی

کوئی شخص کسی چیز کو نہیں جان سکتا جب تک اس کی ضد کا علم نہ ہو نور و ظلمت ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ اس لئے مخلص کا خلوص کامل نہیں ہوتا جب تک وہ ریا کو نہ سمجھ لے۔
(اقوال بزرگان ص 155)

عارف حق

عارف کو انوار معرفت اور علم کی روشنی ملتی ہے جس سے وہ غیب کے عجائبات ملاحظہ کرتا ہے۔(ایضاً ص 155)

ضروری چیزیں

سب سے افضل چیز جس کو چاہئے کہ لوگ پکڑیں خواہشات کی نگرانی، حساب گیری اور سب کاموں پر پورا علم لا کر ان کا سرانجام دینا ہے۔(ایضاً ص 155)

گہنگار

العاصی خیر من المدعی لان العاصی ابدا یطلب طریق توبۃ و المدعی یخبط ابدا فی خیال دعواہ

گنہگار مغرور بے گناہ سے بہتر ہے کیونکہ گنہگار ہمیشہ توبہ و ندامت کرتا رہتا ہے جبکہ مغرور بے گناہ اپنی بے گناہی کے دعویٰ میں مست رہتا ہے۔(مزاہر حق ص 61)

ذاکر کے لئے لازمی

ذاکر کو لازم ہے کہ وہ لاالہ الا اللہ کو اپنے علم میں شامل کرلے اور نیک و بد خیال کو اس کلمہ شریف کی طاقت سے دل سے نکال ڈالے (اقوال بزرگان ص 114)

جو چیزیں آدمی راہ سلوک میں اپنے نفس پر لازم کرتا ہے ان سب میں بہتر محاسبہ اور مراقبہ اور اپنے علم سے اپنے عمل کی سیاست ہے۔
(احیاء العلوم جلد چہارم ص 557)

وفات

شیخ فرید الدین عطار لکھتے ہیں کہ جب وقت نزع قریب آیا تو میں بیمار تھا طبیب کو بلایا گیا آپ نے فرمایا طبیب صاحب میرے ساتھ معاملہ یوسف اور برادران یوسف کا سا ہے کہ وہ چاہتے کچھ تھے مگر ہوا کچھ۔ ایسا ہی میرے ساتھ بھی ہوگا۔ آپ نے وصیت کی کہ میری نماز جنازہ ابو بکر فورک پڑھائے۔ اور سماع کی خواہش کی۔(تذکرۃ الاولیا طرائق ص 548)

ابو القاسم قشیری لکھتے ہیں کہ ابو بکر فورک نے کہا میں وقت نزع ابو عثمان مغربی کے پاس تھا اور قوال قوالی (سماع) کر رہا تھا۔ جب آپ کی حالت متغیر ہو گئی ہم نے اسے خاموش ہونے کا اشارہ کیا اور وہ خاموش ہو گیا۔ ابو عثمان نے آنکھیں کھولیں اور کہا کہ سماع کیوں نہیں کرتا۔ میں نے حاضرین سے کہا کہ بلاؤ اس کو۔(طرائق الحقائق جلد دوم ص 549)

پیشین گوئی

شیخ الاسلام لکھتے ہیں کہ مجھے ابو الحسین کو اشانی نے کہا کہ ابو عثمان مغربی نے ایک دن کہا کہ جس دن میں دنیا سے چلا جاؤں گا فرشتے مجھ پر خاک ڈالیں گے۔ ابو الحسین کہتے ہیں کہ جس دن آپ انتقال کر گئے میں نیشاپور میں تھا۔
کس کس رانمی دید از بسیاری گرد
کثرت گرد و غبار کی وجہ سے کسی کو کچھ نظر نہ آتا تھا۔
آپ کا انتقال 373 ھ میں ہوا اور آپ کا مقبرہ نیشاپور (ایران) میں ہے (طرائق دوم 549 ، صفحات 87) وفات کے وقت آپ کی عمر 130 سال تھی (تذکرہ ص 347)
حضرت شیخ ابو عثمان مغربی نے مدینہ منورہ میں جنت

(باقی صفحہ نمبر ۱۲

اقبال اور اسلامی تصوف (فلسفیانہ تجزیہ)

ذاکر حسین ذاکر، ایم اے فلسفہ

قسط نمبرا

تصوف: لغوی مفہوم اور تعریف

اصطلاح تصوف کی اشتقاق پر اگرچہ محققین میں اختلافات پائے جاتے ہیں۔ لیکن لفظ تصوف کا لغوی مفہوم کم و بیش اکثر لغات میں یکساں ہے۔

تصوف کے معنی اور مفہوم مختلف لغات و انسائیکلو پیڈیا میں یوں درج ہیں۔

اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں ۔ تصوف (سے مراد) وہ مسلک (ہے) جس کے وسیلے سے صفائی قلب حاصل ہو۔ "مزید معانی تزکیہ نفس کا طریقہ، اشیائے عالم کو صفات حق کا مظہر جاننا اور علم معرفت لکھے ہیں۔

اردو لغات جامع کے مطابق تصوف سے مراد۔ نفسانی خواہشات سے پاک ہونا، علم پاکیزگی نفس، تزکیہ نفس کا قاعدہ، مظاہرہ صفات کو حق جاننا، مذہب صوفیہ" درج ہیں۔

فرہنگ غفاری میں تصوف کے معنی عرفان طریقت، حکمت اشراق اور فلسفہ اشراقی درج ہیں۔

اردو مترادفات میں تصوف بمعنی طریقت، گیان، سیان معرفت، عرفان، علم روحانی لکھا ہے۔

فیروز اللغات کے مطابق تصوف کا مفہوم۔ پشمینہ بنانا، صوفی بننا، باطن کو صاف کرنا، خدا سے لو لگانا، صوفیوں کی اصطلاح میں دل سے نفسانی آلائشوں اور جسمانی خواہشوں کو دور کرنا۔ صوف بمعنی اون اور ایک قسم کا پشمینہ چونکہ قدیم زمانے میں صوفی پشمینہ پہنتے تھے۔ اس لئے صوفی کہلائے اور ان کا عقیدہ تصوف کہلاتا ہے۔

جہانگیر للغات میں بھی اسی طرح کے معنی دیے گئے ہیں۔

۔صوفی بننا پشمینہ پہننا۔ خدا سے لو لگانا۔

لغت اردو میں یوں لکھا ہے۔

۔صوفیوں کے عقیدے کا نام، دنیاوی چیزوں کی محبت دل سے نکالنا، خدا کی طرف دھیان دینا۔

اسی طرح فرہنگ آصفیہ میں لفظ تصوف کے ذیل میں یہ معنی درج ہیں۔

۔خواہش نفسانی سے پاک ہونا، وہ علم جس کے وسیلہ سے صفائی قلب حاصل ہو تزکیہ نفس کا طریقہ، اشیائے عالم کو مظاہر صفات حق جاننا، قطع عن الغیر یعنی سوائے واجب الوجود کے سب اشیاء کو موہوم اور لاموجود سمجھ کر مشغولی کے لائق نہ جاننا، مذہب صوفیہ، اگر اس کا مادہ بضم صاد صوف قرار دیں گے تو پشمینہ پوشی اور گردن تک کا کلیں چھوڑنا، اس کی اصل ٹھہرے گی۔

اسی طرح لفظ صوفی کے لغوی معنی بھی تقریباً تمام مستند لغات میں یکساں دیے گئے ہیں۔

۔پشمینہ پوش، نمد پوش، اصطلاح میں صوفی وہ شخص جو اپنے دل اور خیالات کو ماسوائے اللہ سے محفوظ رکھے۔ بعض اہل لغت نے لکھا ہے کہ یہ لفظ صوفہ سے منسوب ہے جو اہل تجرد میں سے زمانہ جاہلیت میں ایک فرقہ تھا۔ کہ وہ کعبہ اور خلق اللہ کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتا تھا۔

فرہنگ آصفیہ میں صوفی بمعنی۔ متقی، پارسا، پرہیزگار، بھگت، پاک وصاف، بے گناہ اور معصوم بھی لکھا ہے۔ نیز صوفی صافی سے مراد۔ فقراکی اصطلاح میں وہ شخص جو اپنے دل کو غیر حق سے پاک وصاف رکھے۔ اسی طرح فیروز اللغات (فارسی) کے مطابق "صوفی سے مراد پشم پوش" اور "درویشوں کی اصطلاح میں وہ شخص جو اپنے دل کو دنیا کی آلائشوں سے پاک و صاف رکھے اور اس میں سوائے خدا کے کسی کا خیال نہ آنے دے۔ چونکہ درویش اکثر صوف کا لباس پہنتے تھے اسی لئے صوفی کہلائے۔

دیگر لغات میں صوفی بمعنی، درویش، صوفیوں کے طریقہ پر چلنے والا، اون پہننے والا، مخلص، متقی، پرہیزگار، عابد، زاہد اور پارسا لکھا ہے۔

الغرض مروجہ مفہوم کے مطابق تصوف سے مراد علم باطن اور اصلاح ذات کا مسلک اور صوفی سے مراد پاکیزگی چاہنے والا، عابد و پارسا، درویش صفت شخص ہے جو مذہب صوفیہ یا تصوف پر عمل پیرا ہو۔ خود صوفیاء کے ہاں بھی تصوف سے مراد صفائے ذات یا تزکیہ نفس اور غیر اللہ سے قطع تعلق ہو کر صرف ذات الٰہی سے لو لگانا ہے۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا (دائرہ معارف اسلامیہ) میں کلمہ تصوف کو مادہ صوف سے باب تفعل کا مصدر لکھا ہے۔ جبکہ اردو انسائیکلوپیڈیا میں لفظ تصوف کے اشتقاق کے بارے میں یوں تبصرہ کیا ہے۔

"بعض کے نزدیک تصوف صوف سے مشتق ہے۔ یعنی وہ لوگ جو صوف (گدڑی یا کمبل) کے کپڑے پہنتے تھے۔ اس لئے صوفی کہلائے۔ بعض نے اسے اصحاب صفہ سے منسوب کیا کیونکہ انہوں نے اپنی زندگیاں خدمت دین کے لئے وقف کر دی تھیں اور بعض نے اسے صفا (پاک) سے مشتق مانا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک تصوف کی اصطلاح دوسری تیسری صدی ہجری میں بغداد والوں نے ایجاد کی۔

حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری نے ترجمہ کشف المحجوب کے مقدمے میں البیرونی کا نکتہ نظر یوں نقل کیا ہے "صوفی کا ماخذ سوف ہے جو یونانی زبان کا لفظ ہے۔ سوف کا معنی حکمت ہے۔ اسی لئے حکیم یا دانشور کو فیلسوف کہتے ہیں۔ فیلا کا معنی محب اور سوف کا معنی حکمت یعنی دانش و حکمت سے محبت کرنے والا۔ سوف کے لفظ کو جب عربی میں ڈھالا گیا تو تحریف کے بعد صوفی ہو گیا۔ کیونکہ یونان میں ایسا گروہ تھا جس کا نظریہ تھا کہ وجود حقیقی صرف علت اولیٰ ہو گی۔ باقی اشیاء کا وجود حقیقی نہیں بلکہ خیالی ہے۔ کیونکہ مسلمانوں میں بھی بعض حضرات کا عقیدہ بظاہر ان سے قریب ہے اسی مناسبت سے انہیں بھی صوفی کہا گیا تاریخ فلاسفۃ الاسلام" میں صوفی کا لفظ "تھیو صوفیا" بمعنی حکمت الٰہی) سے مشتق قرار دیا ہے۔ "بعض کے نزدیک صوفی، صفا سے ماخوذ ہے کیونکہ یہ لوگ ظاہر اور باطن دونوں کی صفائی کا بے حد اہتمام فرماتے تھے۔ اس لئے ان کو صوفی کہا جانے لگا۔ لیکن صرف کے قواعد اس کی اجازت نہیں دیتے۔ "تصوف" مادہ ص۔ و۔ ف کے باب تفعل سے مصدر ہے جس کے معنی ہیں اپنے آپ کو صوفیانہ زندگی کے لئے وقف کر دینا۔ یہ کلمہ غالباً صوفی سے براہ راست وضع کیا گیا ہے۔ جس طرح تنصر براہ راست نصرانی سے وضع کیا گیا ہے۔ لیکن اگر یہ لفظ "ص۔ و۔ ف" کے مادے سے وضع کیا گیا ہے تو ابتداً اس کے معنی صوف یعنی اونی کپڑا پہننا ہوں گے۔"

(جاری ہے)

(بقیہ دنیائے تصوف کی خبریں)

دارالمطالعہ غوث المتاخرین کا افتتاح

۲۲ ستمبر جامع مسجد صوفیہ نور بخشیہ سیٹلائٹ ٹاؤن سکردو میں نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن ڈویژن یونٹ سکردو کی نو منتخب کابینہ کی حلف وفاداری اور نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن سکردو کے زیر اہتمام دارالمطالعہ غوث المتاخرین کے افتتاح کے سلسلے میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس میں مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے طلباء، دانشور، معززین اور عوام کی کثیر تعداد نے شرکت کی۔ جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا عارف حسین مدرس مدرسہ شاہ ہمدانؒ نے نو منتخب کابینہ سے حلف لیا۔ اس کے بعد مقررین نے تقریریں کیں۔ سب سے پہلے نو منتخب صدر محمد الیاس ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے تمام نوجوانوں کا شکریہ ادا کیا کہ انہوں نے دن رات محنت کر کے سکردو میں ایک یونٹ کا قیام عمل میں لایا۔

آپ نے نوجوانوں پر زور دیا کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو۔ انہوں نے کہا حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی اور شاہ ہمدان سید محمد نور بخش نے اتحاد بین المسلمین کے داعی کی حیثیت سے صحیح دین اسلام ہم تک پہنچایا ہے اب ہمارا فرض ہے کہ ان کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں۔ آپ نے نوجوانوں پر زور دیا کہ وہ اپنی صفوں میں مکمل اتفاق رکھیں اور دینی اور دنیوی دونوں علوم کو بڑھ چڑھ کر حاصل کریں۔

تمام نوجوانوں اور دانشور حضرات سے اپیل کی کہ نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے پلیٹ فارم پر جمع ہو کر شاہ ہمدانؒ اور شاہ سید محمد نور بخش کی تعلیمات کو اجاگر کریں۔ آپ نے نور بخشیہ یوتھ فیڈریشن کے اغراض و مقاصد کو تفصیل کے ساتھ

(باقی صفحہ نمبر ۲۱ پر)

شاہ ہمدانؒ کلام اقبال کی روشنی میں

پروفیسر حافظ احسان الحق کراچی یونیورسٹی

شاہ ہمدانؒ کلام اقبال کی روشنی میں

از حافظ احسان الحق

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبال اپنی فکر میں آفاقیت، اور اپنے پیغام کے ابلاغ پر عالمی سطح کے شاعر و فلسفی کا مرتبہ رکھنے کے باوجود، کشمیری نژاد ہونے کی بنا پر، کشمیر کے ماضی و حال کی تاریخ، دینی و ادبی ورثہ اور سیاسی تحریکات پر خصوصی نظر رکھتے تھے کشمیر کے ساتھ حضرت علامہ کا یہ خصوصی لگاؤ ان کی شخصیت کی عالمیت کے منافی نہ تھا۔ یہ سچ ہے کہ ان کا مسلک زمین یہی تھا کہ

فطرت نے مجھے بخشے ہیں جوہر ملکوتی
خاکی ہوں مگر خاک سے رکھتا نہیں پیوند
درویش خدامست نہ شرقی ہے نہ غربی
گھر مرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

مگر وطن کی محبت ایک اٹل حقیقت اور ایمان کا جز ہے۔ بقول شاعر عربی

کم منزل فی الارض یا لفہ الفتی
و حنینہ ابداً لاول منزل

(نوجوان زمین میں کتنی جگہوں سے مانوس ہو جاتا ہے مگر اس کی آتش شوق اس کی اصل جائے سکونت کے لئے بھڑکتی رہتی ہے۔)

لہٰذا اقبال بھی کشمیری الاصل ہونے کی بنا پر اسیر حب کشمیر تھے۔ اور اس پر فخر بھی کرتے تھے۔

تنم گلے ز خیابان جنت کشمیر
دل از حریم حجاز و نواز شیراز است

اور یہ کہ

مرا بنگر کہ در ہندوستان دیگر نمی بینی
برہمن زادہ رمز آشنائے روم و تبریز است

طالب علمی کے عہد کی رباعیات جو انہوں نے کشمیری کانفرنس کے مختلف جلسوں میں پڑھیں اسی جذبہ کی عکاسی کرتی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

موتی عدن سے لعل ہوا ہے یمن سے دور
یا نافہ غزال ہوا ہے ختن سے دور
ہندوستان میں آئے ہیں کشمیر چھوڑ کر
بلبل نے آشیانہ بنایا چمن سے دور

حضرت علامہ کا کشمیر وادی جنت نظیر کے ساتھ یہ خصوصی لگاؤ طبعی وفطری تھا۔ وکالت کے زمانے میں آپ انجمن کشمیری مسلمانان لاہور کے جنرل سیکرٹری تھے۔ اس عرصہ میں آپ نے کشمیر اور اہل کشمیر کے لئے جو خدمات انجام دیں۔ وہ تاریخ کشمیر کا ایک مستقل روشن باب ہیں اور اس وقت وہ ہمارا موضوع سخن نہیں ہے۔ جہاں تک کشمیر کے علمی و ادبی ورثہ سے آگاہی کا تعلق ہے تو ان کے کلام بالخصوص فارسی کلام سے اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ نے اپنی شاعری اور فکر کی پختگی کے ساتھ ہی تاریخ کشمیر کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔

سید السادات، سالار عجم پر سید علی ہمدانی (شاہ ہمدان) کا ذکر علامہ اقبال نے جاوید نامہ میں چھ افلاک کی سیاحت کے بعد اپنے مرشد مولانا روم کے ہمراہ جنت الفردوس کی سیر کرتے ہوئے کیا ہے۔ حضرت علامہ اقبال نے جس منفرد انداز سے حضرت شاہ ہمدان کو خراج تحسین پیش کیا ہے، اس سے تصوف اور صوفیا سے لگاؤ کا اظہار ہوتا ہے۔ حضرت علامہ خود جس خاندان سے تعلق فرماتے ہیں۔ ان کے جد اعلیٰ حضرت بابو لال حج سلسلہ ریشیاں کے بانی حضرت شیخ نورالدین ولی رشی کے جو تھے خلیفہ حضرت بابا نصرالدین کے مرید تھے۔ لہٰذا مذہب و تصوف سے تعلق ان کے ضمیر میں تھا۔ البتہ یہ بات محتاج بیان نہیں کہ حضرت علامہ ایسے عجمی تصوف کے قائل نہ تھے۔ جو انسانوں کو معرکہ حیات سے بیگانہ کر کے موت کی نیند سلا دیتا ہے اور انہیں تن بتقدیر کا درس دے کر عمل سے فارغ کر دیتا ہے۔ اور محکومی و تقلید کی صفات پیدا کرتا ہے اسی لئے علامہ فقر خانقاہی کے

احیائے تصوف کا علمبردار

نوائے صوفیہ

شمارہ نمبر ۱۲ | ماہ نومبر ۱۹۹۵ء | قیمت ۱۰ روپے

فہرست عنوانات

مدیر و ناشر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

بدل اشتراک زر سالانہ

پاکستان	روپے سالانہ	120/-
سعودی عرب	روپے	1400/-
(بشمول خصوصی ڈاک چارجز)		
کویت	روپے سالانہ	600/-
متحدہ عرب امارات	روپے سالانہ	600/-
انڈیا	روپے سالانہ	400/-
یورپ	روپے سالانہ	600/-

فلیٹ نمبر ۷ بلاک نمبر ۱۴

کیٹگری IV آئی ایٹ I

اسلام آباد

ایڈیٹر اینڈ پبلشر: محمد بشیر نے پرنٹ شاپ 99 - 6 ویسٹ بلیو ایریا اسلام آباد سے چھپوا کر - A-358 سیکٹر I,1-6-G اسلام آباد سے شائع کیا

بجائے فقر غیور کا درس دیتے ہیں۔

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسم شبیری
کہ فقر خانقاہی ہے فقط اندوہ و دل گیری

وہ زندگی کو کشمکش انقلاب سے دوچار دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ ہر عہد میں قصہ فرعون و کلیم تازہ رکھنا چاہتے ہیں۔ وہ معجزات و کرامات کی دنیا کے بجائے حادثات کی دنیا کو ترجیح دیتے ہیں۔ چنانچہ وہ ایسے تصوف پر سخت تنقید کرتے ہیں جو مسکینی و محکومی و نومیدی جاوید کا درس دیتا ہو۔

یہ حکمت ملکوتی، یہ علم لاہوتی
حرم کے درد کا درماں نہیں تو کچھ بھی نہیں
یہ ذکر نیم شبی، یہ مراقبے، یہ سرور
تری خودی کے نگہباں نہیں تو کچھ بھی نہیں

حضرت علامہ کا تصور مرد درویش ملا زادہ ضیغم لولابی کشمیری کے نام خطاب سے بھی واضح ہوتا ہے۔ لولاب کی خوبصورت وادی دیکھنے کے بعد علامہ کے دل میں آرزو پیدا ہوتی ہے کہ کاش اس وادی میں کوئی اب مرد درویش میسر ہو جس کی نظر فراست کی نظر ہو فرماتے ہیں۔

گر صاحب ہنگامہ نہ ہو منبر و محراب
دیں بندہ مومن کے لئے موت ہے یا خواب
اے وادی لولاب

ملا کی نظر نور فراست سے ہے خالی
بے سوز ہے میخانہ صوفی کی مے ناب
اے وادی لولاب

بیدار ہوں دل جس کی فغان سحری سے
اس قوم میں مدت سے وہ درویش ہے نایاب
اے وادی لولاب

انہیں نظموں میں آگے چل کر ارشاد فرماتے ہیں۔

تمام عارف و عامی خودی سے بیگانہ
کوئی بتائے یہ مسجد ہے یا کہ میخانہ
طلسم بے خبری، کافری و دینداری
حدیث شیخ و برہمن فسون و افسانہ
نصیب خطہ ہو یا رب وہ بندہ درویش
کہ جس کے فقر کے انداز ہوں کلیمانہ

علامہ کے اس تصور تصوف اور مثالی مرد درویش کی خصوصیات پر حضرت شاہ ہمدان کی شخصیت پوری اترتی ہے۔ جاوید نامہ میں شش افلاک کی سیر کے بعد حضرت علامہ جب اپنے مرشد مولانا روم کے ہمراہ جنت الفردوس کی سیر کرتے ہیں۔ تو جہاں غنی کاشمیری، برتری ہری جیسے شاعروں ابدالی اور ٹیپو سلطان جیسے بادشاہوں سے ملاقات ہوتی ہے، وہیں شاہ ہمدان جیسے روحانی پیشوا کا فیض حاصل ہوتا ہے۔ علامہ غنی کاشمیری کی زبان سے پہلے شاہ ہمدان کو خراج عقیدت پیش کرتے ہیں۔ پھر اپنے اشکالات اور مسائل کی گرہ کشائی کے طالب ہوتے ہیں۔ اس مکالمہ میں علامہ کی نظر میں شاہ ہمدان کی شخصیت کا جو عکس ابھرتا ہے۔ وہ کچھ یوں ہے کہ شاہ ہمدان ایک ایسی جامع الصفات شخصیت ہے۔ جو علوم باطنی کے ساتھ ساتھ علوم ظاہری پر بھی کامل دستگاہ رکھتی ہے۔ یہ شخصیت فکر کے ساتھ ساتھ میدان عمل میں بھی اتنی فعال ہے کہ قوموں کی تقدیر بناتی ہے میر و درویش اور سلاطین سب اس کے محتاج ہیں۔ علم و صنعت اور تہذیب و دین کی رفعت شان بھی اس ہستی کے ساتھ وابستہ ہے۔ اس کی ایک نگاہ معرفت سے بند دلوں کی سینکڑوں گرہیں کھل جاتی ہیں۔ فرماتے ہیں۔

سید السادات، سالار عجم
دست او معمار تقدیر امم
تا غزالی درس اللہ ہو گرفت
ذکر و فکر از دودمان او گرفت
مرشد آں کشور مینو نظیر
میر و درویش و سلاطین را مشیر
خطہ را آں شاہ دریا آستین
داد علم و صنعت و تہذیب و دیں
آفرید آں مرد ایران صغیر
با ہنر ہائے غریب و دل پذیر
یک نگاہ او کشاید صد گرہ
خیز و تیرش را بدل راہے بدہ

(جاری ہے)

آپ کے مسائل اور ان کا حل

علامہ محمد بشیر

اس عنوان کے تحت ادارہ کو بھیجے گئے مختلف سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ غیر مفید اور غیر ضروری سوالات کے جوابات شائع نہیں کئے جائیں گے۔ بلکہ اگر زیادہ ضروری سمجھا گیا تو سائل کے نام بذریعہ ڈاک جوابی خط ارسال کیا جاسکے گا۔ اس شمارے کے لئے چنے گئے سوالات کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوال نمبر ۱۔ کیا خاوند اپنی بیوی کو خون کا عطیہ پیش کر سکتا ہے؟

جواب نمبر ۱۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جی ہاں شوہر کی طرف سے بیوی کے لئے خون کا عطیہ پیش کرنا درست اور جائز عمل ہے۔ جہاں کہیں کسی بیوی کو خون کی ضرورت پڑے اور شوہر کے خون کا گروپ بیوی کے خون کے گروپ سے پوری طرح میل کھا جاتا ہو تو شوہر ہی کا خون بیوی کو دیا جائے گا۔ اگر خون کا گروپ مختلف ٹھہرتا ہو تو شوہر کے خون کے بدلے میں موافق گروپ کا خون لیا جائے گا۔ چونکہ یہ عمل علاج و معالجہ کی خاطر شدید ضرورت کے موقع پر کرنا پڑتا ہے لہذا رضاعت کے حکم پر اس کو قیاس نہیں کیا جائے گا۔

سوال نمبر ۲۔ رات کے وقت کسی مردے کو غسل دینے والا شخص پانی نہ ملنے کی وجہ سے مس میت کا غسل بجالائے بغیر سو گیا تو وہ احتلام کا شکار ہو گیا۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب نمبر ۲۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر ایسی صورت حال درپیش ہو تو وہ شخص بجالانے کے لئے یوں نیت کرے گا۔ اغتسل لرفع حدث الجنابۃ و مس المیت و استباحۃ الصلواۃ لوجوبہ قربۃ الی اللہ گویا مذکورہ نیت کے ساتھ ایک ہی غسل کا بجالانا اس کے لئے شرعاً کافی ہے دونوں سوالات سلمان علی ساقی ڈی ایچ کیو ہسپتال سکردو کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ امید ہے کہ محترم ساقی صاحب اپنے سوالات کے جوابات سے مطمئن ہو جائیں گے۔

سوال نمبر ۳۔ غیر اللہ سے مدد طلبی جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۳۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جو کام انسان کے بس میں ہو اس کے لئے ایک دوسرے سے مدد لی جاسکتی ہے گویا یہ ایک دوسرے کا ہاتھ بٹانا ہوتا ہے۔ اس کے عدم جواز کی کوئی وجہ نہیں۔ کاروبار زندگی اس طرح سے چلتا رہتا ہے۔ جو کام انسان کے بس میں نہ ہو بلکہ وہ خوارق عادات میں سے ہو تو ایسے کام کے لئے غیر اللہ سے مدد طلبی واضح طور پر شرک ہے۔ کیونکہ ایسا کام خالق حقیقی کے ساتھ مخصوص ہے۔ اللہ پاک نے انبیاء کرام علیہم الصلواۃ السلام اور آئمہ معصومین علیہم السلام کو بسا اوقات اثبات حق کے لئے معجزے اور کرامات عطا فرمائے وہ بھی خوارق عادات میں سے تھے۔ کسی انسان کے بس کی بات نہیں تھی۔ گویا ہر وہ کام جو صرف خالق کے ساتھ مخصوص ہو اس کا مطالبہ کسی مخلوق سے کرنا مشرکانہ کردار ہے۔

سوال نمبر ۴۔ کسی بزرگ کی درگاہ پر حاضری دے کر یوں کہنا کہ "بابا" میری حاجت روائی فرما۔ یا یوں کہنا کہ "بابا" میری خوشحالی اور کامرانی کے لئے خدا سے دعا مانگنا۔ یہ دونوں باتیں موازین شرعیہ میں کیسی ہیں؟

جواب نمبر ۴۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ پہلی بات تو شرک کی منہ بولتی تصویر ہے۔ دوسری بات عوام الناس کے حق میں درست نہیں۔ کیونکہ سماع موتیٰ اور اسماع موتیٰ کے بارے میں اختلافات کی وسیع خلیج پائی جاتی ہے۔ جو لوگ سماع موتیٰ کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے حق میں دوسری بات جواز کا درجہ رکھتی ہے۔ اسماع موتیٰ کی نفی خود قرآن مجید سے ثابت ہے۔ اللہ پاک نے پیغمبر رحمت علیہ الصلوت والسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ما انت بمسمع من فی القبور یعنی قبروں کے مردوں کو آپ (کوئی بات) سنانے والے نہیں۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ جن

صاحبان خدا پر احوال قبور منکشف ہو جاتے ہیں۔ وہ کسی بزرگ کی درگاہ سے روحانی فیض پا سکتے ہیں۔ ایسے خاصان خدا کو دوسری بات بھی قدرے صحیح ہے۔ دعاؤں میں غیر اللہ کا وسیلہ بنانا درست عمل ہے چنانچہ ہم دعائے تشفع کا ورد کیا کرتے ہیں۔ یہ دونوں سوالات ذاکر حسین سرسیکی ڈگری کالج سکردو کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ امید ہے کہ وہ ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔

سوال نمبر ۵۔ میں گھرانے کے سربراہ کی حیثیت سے سعودیہ میں مقیم ہو کر اپنے پورے کنبے کی زکوٰۃ الفطر ادا کیا کرتا ہوں جبکہ میری بیوی بلتستان میں بھی پورے کنبے کی زکوٰۃ الفطر ادا کرتی ہے۔ ایسا کرنا کیسا ہے؟

سائل حاجی صوفی علی خان خورچین
مقیم ریاض سعودی عرب

جواب نمبر ۵۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ گھرانے کے سربراہ کی حیثیت سے ریاض میں مقیم ہو کر زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی کا اعتبار ہوگا اور یہی پورے کنبے کی زکوٰۃ قرار پائے گی۔ بلتستان میں بیوی کی طرف سے بھی زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی ایک عام خیرات کی صورت ہوگی وہ زکوٰۃ الفطر کی ادائیگی قرار نہیں پائے گی۔ امید ہے کہ حاجی صوفی علی خان صاحب کے دل کو اس جواب سے تشفی ہوگی۔

سوال نمبر ۶۔ حقوق کی ادائیگی سے قاصر رہنے اور دیگر ناگزیر وجوہات کی بنا پر بیرون ملک مقیم شوہر اپنی بیوی کو طلاق دینے پر مجبور ہے وہ کس طرح طلاق دے گا۔ طریقہ بیان کریں۔

سائل حاجی صوفی شرگو مقیم ریاض
سعودی عرب

جواب۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اگر بیرون ملک مقیم شوہر کی طرف سے بیوی کے حقوق کی ادائیگی یکسر معطل ہو اور اس کے لئے طلاق دینے کے سوا اور کوئی چارہ کار نہ ہو تو وہ دو عادل افراد کو گواہ بنا کر بیوی کے نام طلاق نامہ بذریعہ ڈاک ارسال کر سکتا ہے۔ اگر بیوی کی طرف سے طلاق نامہ کو چھپائے رکھنے کا اندیشہ لاحق ہو تو طلاق نامہ کی ایک کاپی علاقے کے چیئرمین یونین کونسل کے نام ارسال کریں تاکہ طلاق کا سب کو پتہ چل سکے۔ طلاق نامہ بذریعہ ڈاک روانہ کرنے کے ساتھ ساتھ شوہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ مہر متعین کو بھی بذریعہ ڈاک ارسال کریں۔ علاوہ ازیں عدت کے دوران علاقائی رسم و رواج کے مطابق دیا جانے والا خرچہ بھی ارسال کریں۔ اگر بیوی کی طرف سے طلاق کا مطالبہ بھی کیا گیا ہو تو مہر وغیرہ کو عوض خلع کے طور پر چھوڑا جا سکتا ہے۔

امید ہے کہ حاجی شرگو صاحب کا دل اس جواب سے مطمئن ہوگا۔

(بقیہ: [illegible] افتتاح)

بیان کیا۔ مولانا عارف حسین نے اپنی تقریر میں کہا نوجوانوں کو چاہئے کہ بزرگان دین کی صحیح معنوں میں پیروی کرتے ہوئے بڑھتی ہوئی مغربی یلغار کا مقابلہ کریں۔ صدر جلسہ جج محمد علی نے اعلیٰ کارکردگی دکھانے پر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کو مبارک باد پیش کی اور کہا کہ امید ہے کہ آپ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے بنے ہوئے آئین پر عمل کر کے مذہب کی حقیقی خدمت کریں گے سکردو کے نوجوانوں نے کابینہ کے لئے جو صدر کا انتخاب کیا ہے۔ نہایت موزوں اور قانون سے باخبر شخص کو چنا ہے انشاء اللہ نیک فال ثابت ہوگا۔ آپ نے خطاب میں کہا اہل تصوف صحیح معنوں میں دین اسلام پر گامزن ہیں۔ اور افراط و تفریط سے پاک ہیں۔ ہم سارے مسلمانوں سے اتفاق و اتحاد کے خواہاں ہیں۔ اور شریعت محمدیہ اور اہلبیت اطہار کے حقیقی نقش قدم پر چلنے والے ہیں۔ امید ہے کہ آپ لوگ ہمارے دانشور، عمائدین اور باشعور طبقے سے رابطے رکھتے ہوئے دین و ملت کی خدمت کریں گے۔ آخر میں مہمان خصوصی جناب ہیڈ ماسٹر محمد جعفر نے اپنے خطاب میں کہا کہ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے تمام اراکین کو خواہ کسی بھی فیلڈ میں ہوں، نمایاں مقام حاصل کرنا چاہئے۔ خواہ علم و تربیت ہو یا عبادت و ریاضت ہو۔ آپ لوگوں کو چاہئے کہ دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ جدید تعلیم کے لئے بھی جدوجہد کریں۔ جلسے کے اختتام پر جناب صوفی غلام محمد نے درود و سلام کی گونج میں لائبریری کا باقاعدہ افتتاح کیا۔

Interview with Dr. Andreas Rieck, Hamburg, Germany,

by the editors of Nawa-i-Sufiya, Islamabad, October 1995.

Q.: Dr. Rieck, what brings you to Pakistan?

A.: This time I came for one week only, being invited to attend an international symposium organized by the "Culture Area Karakorum" (C.A.K.) research project.

Q.: What are the aims and objectives of C.A.K.? What is the main objective of the symposium?

A.: C.A.K. is a joint Pakistani-German research project supervised by the Pakistani Ministry of Culture which between 1990 and 1995 has given the opportunity to some 50 Pakistani and German scholars to conduct field-research on topics of their specialisation in the Northern Areas. The majority of those scholars have been geographers and social anthropologists, but specialists on different local languages, Islamic studies and history have also been included. As for the results of research, some may be of practical relevance in future, like such about the state of the forests and other natural vegetation, or about energy supply and management. Others are more or less only of academic interest. In any case, the first and foremost benefactors of C.A.K. have been those scholars who got such excellent opportunities to gain professional experience and make new discoveries in one of the most impressive corners of our planet. Besides, C.A.K. has also enhanced cooperation between German and Pakistani scholars generally. The symposium held from September 29th to October 2nd in Islamabad was the concluding presentation of the most important results of C.A.K., in addition to presentation of some related recent research in Kashmir, Ladakh, Nepal, the Chinese Himalāya and the new Republics of Central Asia. The large attendance of visitors from the Northern Areas and other parts of Pakistan at the symposium makes me hopeful that it has not only served the purpose of the invited scholars.

Q.: Why did you chose the Nurbakhshis of Baltistan as the topic of your own lecture at the symposium?

A.: My general topic has been the history of Islam in the Northern Areas, and especially more recent developments, such as are still remembered or recorded in writing by the local people. During my own research of 12 months in the Northern Areas I have visited most valleys and villages of all different Muslim communities and the majority of my interviews have been with Shi'i Ulema. But most written sources I have found among the Nurbakhshis or about them, which can be explained by the fact that Baltistan has been their spiritual center since centuries, whereas for Shi'is and Sunnis the Northern Areas are only a remote outpost.

Another reason for speaking about the Nurbakhshis at this forum is my special affection for them which I have developped during my stay in the Northern Areas, as being the most openhearted and innocent local community, although I have been received with much hospitality and helpfulness by hundreds of Shi'i and Sunni Ulema, too. Moreover, the Nurbakhshis represent the oldest living Islamic tradition in the Northern Areas, as can be seen by the dozens of preserved ancient Khanqahs.

Q.: Would you like to tell us about the methodology of your research on the Nurbakhshiya community?

A.: My method has been to go from village to village to meet the local Ulema and other intellectuals who have the most knowledge about their community's history and current affairs, and to get acquainted with and collect the relevant literature. During the research it became obvious that there is a great dearth of sources about the history of the Nurbakhshis - and of the other Muslim communities in the Northern Areas as well - from the advent of the first Muslim missionaries until mid-19th century, and I can do little more than collect and compare those findings and thesis which have been published by earlier historiographers - local, Kashmiri or western - with some additional oral accounts or ideas presented to me by local people. But there have been a lot of events and developments concerning the Nurbakhshis since the late 19th century which are well known to the local people and have been dealed with in many Urdu books and pamphleths, but are completely unknown to international scholars. The considerable amount of printed literature published by Nurbakhshis or "on their behalf" in the 20th century is by itself an important topic of research.

Q.: You have portrayed the Nurbakhshis as the oldest Muslim community in the Northern Areas in your lecture. Could you give some explanations about that?

A.: As you know, there are legends about the spreading of Isma'ilism in Gilgit already in the 14th century by Taj Moghul, and the Maqpon Rajas of Skardu have in the 19th century produced pedigrees dating back their ancestors' embracing of Islam to a very early date. But recent research has cast doubt on all accounts of Islamization in the Northern Areas prior to the mission of Mir Shams ud-Din 'Iraqi, who was preaching the Nurbakhshi tenets in Kashmir and Baltistan in the early 16th century. On the other hand, if we are to believe the numerous accounts of the Mission of Sayyid Ali Hamadani in Baltistan in the late 14th century, that would also be perfectly compatible with portraying the Nurbakhshis as the oldest surviving Muslim community there, because Sayyid Hamadani was of the same spiritual chain as Sayyid Muhammad Nurbakhsh and Mir Shams ud-Din 'Iraqi. If we suppose that there have been Muslims in early 16th century Baltistan whose ancestors had been converted by Sayyid Hamadani, they would probably have had no difficulties in accepting the Nurbakhshi doctrine, as had been the case in Kashmir at the same time.

Q.: What do you think makes the Nurbakhshis distinct from other sects within Islam, especially in their philosophy and thinking?

A.: I think the remarkable thing with the Nurbakhshis is that they draw their spiritual inspiration freely from both Sunni and Shi'i books without "sectarian" considerations, and that they refrain from polemics against the beliefs of other Muslims. This has been, of course, a common phenomenon among Sufi orders since nearly a thousand years, but it has gained a special significance in the climate of sectarian rivalry which nowadays permeats the Northern Areas and other parts of Pakistan. I think that the moderation and peacefulness of the Nurbakhshis is unmatched even in peaceful Baltistan. This is your greatest asset, and it should be safeguarded, even at the price of being taken as a sign of weakness by some ambitous followers of the other sects, because if the Nurbakhshis would become militant, they would give away their Sufi ethos without gaining anything in the long run.

Q.: What steps should be taken to protect and preserve the religious, spiritual, educational and cultural heritage of the Nurbakhshiya Sufi order?

A.: You, the editors of Nawa-i Sufiya, and many other Nurbakhshi Ulema and scholars have already given plenty of answers to that question since decades, and I wish to excuse myself from trying to give any further advice. The Nurbakhshiya will be either preserved due to the convictions of its followers or it will be absorbed by Shi'is and Sunnis if the latter win over the Nurbakhshis to adopt their beliefs, respectively, regardless what kind of recommendations non-Muslim scholars might give.

Q.: You have mentioned the role of Nawa-i Sufiya in the revival movement of the sect. Would you like to say how it could be improved and developped?

A.: I can only repeat my answer to your last question! But I must say that I have been quite impressed by the scope of different subjects treated in that journal and the quality of many of its articles. I think the most important task accomplished by Nawa-i Sufiya so far is that it serves as a medium of intense and public exchange of views among members of your community, excluding none of the competing tendencies. Besides, I found articles on the history of the Nurbakhshiya, especially within Baltistan, very valuable. Whatever knowledge about the heritage of the Nurbakhshiya in Baltistan still exists should be preserved before it might get lost definitively.

Q.: What are your activities in the past and at present? In which subjects have you carried out research so far, and what do you intend to do in future?

A.: I hau graduated in Islamic studies and political science in Hamburg in 1983, with a thesis about the Shi'i scholar Sayyid Muhammad Baqir as-Sadr and his book "Iqtisaduna". From 1984 to 1987 I have been employed at a German research institute in Lebanon and have later published a book about the political role of the Shi'a in that country, as well as a number of articles on Lebanon and the Arab-Israeli conflict. Since 1989 I have been research fellow at the German Orient-Institute in Hamburg and have also written regularly about Iran. After having spent 15 months in Pakistan between 1991 and 1994 I have recently applied for another research project in your country, namely about Shi'i communalism, which would be centered in the Punjab. Anyhow, among all Muslim countries my interest is now focussed on Pakistan, Iran and Afghanistan, and I hope I will be able to work in those countries in future. As for my research about the Northern Areas, it has been most fruitful among the Nurbakhshis, providing enough material for a book on that subject. I have also written articles about the majority sects in the Northern Areas and want to add one or two other to those, maybe even a complete book about "Dynamics of Islamization in the Northern Areas", as was originally intended. But since so much information of scholarly value was made available to me about the Nurbakhshis, I want to finish my book about them first.

(بقیہ قارئین کے خطوط)

آتے رہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا مجلہ ماہنامہ نوائے صوفیہ بھی لائبریری کی زینت بنے اور قارئین کرام مستفید ہوں۔ لہٰذا ایک عدد نسخہ ہر ماہ بنام لائبریری بطور اعزازی ممبر ارسال فرما کر مشکور و ممنون فرمائیں۔

لائبریرین
جامعہ بلتستان الاسلامیہ
وزیرپور شگر

۳۔ نوائے صوفیہ کو پڑھ کر قسم خدا کی دل کو بہت سکون ملا۔ شمارے کو دیکھ کر ہی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ واقعی رسالے کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ یہ بہت ہی موزوں اور معیاری رسالہ ہے۔ ہر شمارے کے مضامین قابل تعریف اور باعث تسکین تھے۔ یہ ملت نوربخشیہ کے لئے علم کا روشن چراغ اور راہ راست دکھانے کا واحد ذریعہ ہے۔ جس سے ملت نوربخشیہ کے پیروکار آسانی سے دینی مسائل سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔ نوائے صوفیہ کا ہر مضمون اہل نوربخشیہ کے لئے بحر بیکراں ہے۔ گویا یہ رسالہ دریا کو کوزے میں بند کرنے کی مثل ہے گو کہ چھوٹا رسالہ ہے مگر مضامین جامع ہیں۔

حاجی محبّ علی عابد
سعودی عربیہ

۴۔ نوائے صوفیہ پوری ملت کی بقاء اور مستقبل کی امنگوں کا ترجمان ہے اس کی اشاعت سے پہلے عوامی رابطہ قریب قریب معدوم ہوتا جا رہا تھا۔ آج ہمارا یہ کارواں منزل کی طرف رواں دواں ہے۔

جنرل سیکرٹری
تنظیم نوجوانان
صوفیہ نوربخشیہ سرمک

۵۔ آپ نے مالی دشواری کے باوجود نوائے صوفیہ کی مسلسل اشاعت کی ہے اور نوربخشی طالب علموں کے ہاتھ میں نوائے صوفیہ تھما کر انہیں جہالت کی اندھیری غار سے نکال کر رشد و ہدایت کے روشن اور کشادہ معنوی بالاخانے میں قدم رکھنے کے قابل بنایا ہے۔ انشاء آپ کی یہی سعی و کوشش جاری رہی تو رفتہ رفتہ ہم بہترین اور قابل تقلید عملی زندگی گزارنے کے قابل بن جائیں گے۔

محمد علی روزی کوروی
سیکرٹری نشرواشاعت

دنیائے تصوف کی خبریں

جی۔ ایچ۔ معروفی







نوائے صوفیہ کی پہلی سالگرہ کے موقع پر جلسہ تقسیم اسناد کے سلسلے میں (اوپر) مہمان خصوصی حاجی فقیر محمد ابراہیم صاحب اور صدر جلسہ جناب علامہ محمد بشیر صاحب نوائے صوفیہ کے کارکنوں میں سند حسن کارکردگی تقسیم کر رہے ہیں۔ تصویر میں بائیں سے دائیں جانب فانچو محمد امین، ڈاکٹر غازی محمد نعیم بابو محمد علی جی۔ ایچ۔ معروفی، ہومیو ڈاکٹر محمد علی شاہد، بابو محمد سلیم، غلام حسن شگری، عبدالکریم، لیاقت علی خان، غلام مہدی تصوفی، مولانا محمد رضا ضیاء، مولانا محمد انور، اخوند فدا حسین اور فوٹوگرافر غلام حیدر سند وصول کر رہے ہیں۔

(درمیان میں) مہمان خصوصی حاجی فقیر محمد ابراہیم صاحب حاضرین مجلس سے خطاب فرما رہے ہیں۔

(نیچے) مدیر و پبلشر نوائے صوفیہ جناب علامہ محمد بشیر مہمان خصوصی کو نوائے صوفیہ کے بارہ شماروں کا سیٹ پیش کر رہے ہیں۔



ماہنامہ نوائے صوفیہ کی سالگرہ کے موقع پر جلسہ
تقسیم اسناد

۲۵ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد کی سالگرہ کے موقع پر ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی جس میں حاجی فقیر محمد ابراہیم صاحب مہمان خصوصی تھے۔ اس موقع پر انجمن محمدیہ اسلام آباد کے ممبران کے علاوہ کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تقریب کی صدارت ممتاز عالم دین و ایڈیٹر ماہنامہ نوائے صوفیہ اسلام آباد علامہ محمد بشیر صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی حاجی فقیر محمد ابراہیم صاحب نے حسن کارکردگی کی اسناد ادارہ نوائے صوفیہ کے کارکنوں میں تقسیم کیں۔ تقریب کا آغاز مولانا محمد رضا ضیاء کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ جلسہ کے سٹیج سیکرٹری جی۔ ایچ معروفی نے نوائے صوفیہ کے حوالے سے اب تک ہونے والی پیش رفت کا مختصراً جائزہ پیش کرتے ہوئے کارکنوں کے جذبہ کی تعریف کی۔ انہوں نے کہا باشعور نوجوانوں کی انتھک محنت اور کوششوں کی بدولت اس رسالے کو سہ ماہی سے ماہنامہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا۔ اردو مادری زبان نہ ہونے کے باوجود ہمارا فن صحافت میں قدم رکھنا انتہائی خوش آئندہ بات ہے۔ انہوں نے کہا صحافت صبر آزما اور پیچیدہ شعبہ ہے جس میں اہل قلم کو کئی پیچ و خم سے گزرنا پڑتا ہے اس میں تعمیری تنقید کے علاوہ تنقید برائے تنقید بھی خندہ پیشانی سے برداشت کرنا پڑتی ہے۔ انہوں نے کہا ہمارا مقصد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لے کر سلسلہ ذہب کے تمام بزرگان دین کی تعلیمات کو عام کرنے کے علاوہ نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ میں مذہبی جذبہ پیدا کرنا ہے اس مقصد کے لئے رسالے میں تحقیقی مضامین، مذہبی خبریں اور قارئین کے اظہار رائے کو بھی مناسب انداز میں شائع کیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا قارئین میں توقع سے زیادہ پذیرائی ادارہ نوائے صوفیہ کے لئے حوصلہ کا باعث بنی۔ یہی وجہ ہے کہ آج یہ رسالہ بین الاقوامی جریدہ بن چکا ہے۔ ڈاکٹر غازی محمد نعیم نے کہا مبلغ اسلام حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی اور شاہ سید محمد نوربخش نے سلسلہ ذہب ہمارے لئے تحفے کے طور پر پیش کیا ہے۔ اس کی حفاظت کرنا ہم سب کا فرض ہے ہمیں اپنے بزرگان دین کی تعلیمات سے روگردانی نہیں کرنی چاہئے۔ انہوں نے کہا دائیں بائیں والے

ہمارے بزرگوں کو اپنا ظاہر کر کے کھینچا تانی میں معروف ہیں۔ مگر ہم لوگ تماش بین بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نوربخشیہ کوئی فرقہ نہیں ہے بلکہ یہ ایک تحریک کا نام ہے جو ملت اسلامیہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے میں معروف ہے۔ انہوں نے ڈاکٹر اینڈر ریز ریک کے ایک مقالے کا حوالہ دیتے ہوئے کہا ملت نوربخشیہ عالم اسلام میں سب سے پرامن اور وسیع النظر افراد پر مشتمل ہے۔ جو تمام تعصبات کو ختم کر کے بھائی چارے کا درس دیتے ہیں۔ اور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں۔ ڈاکٹر غازی نے نوائے صوفیہ کی کارکردگی پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور اس عزم کا اظہار کیا کہ نوائے صوفیہ کو کبھی بند نہیں ہونے دیں گے بلکہ اس کے معیار میں مزید اضافہ کرنے کی کوشش کریں گے۔ مہمان خصوصی فقیر محمد ابراہیم صاحب نے ادارہ نوائے صوفیہ کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے کہا کہ نوائے صوفیہ دینی مسائل عوام تک پہنچانے میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اس نیک کام میں ہمارا تعاون ہمہ وقت تیار ہے۔ انہوں نے کہا صحافت کا مقصد حق بات کو عوام تک پہنچانا ہے۔ لہذا آپ ہمارے بزرگان دین کی تعلیمات کو کمی بیشی کے بغیر شائع کرتے رہیں۔ انہوں نے فقہی مسائل کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا کہ علامہ بشیر جیسے عالم دین سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جانا چاہئے۔ اس موقع پر صدر جلسہ علامہ محمد بشیر، مدیر ماہنامہ نوائے صوفیہ نے اپنے مختصر خطاب میں کہا کہ انسان کو کوشش کے بغیر کوئی چیز حاصل نہیں ہو سکتی۔ کوشش کے بغیر صرف امیدیں لے کر بیٹھنا حماقت ہے۔ انہوں نے کہا اس وقت ہم بیسویں صدی میں قدم رکھ رہے ہیں مگر انیسویں صدی میں ہم نے کچھ حاصل نہیں کیا ابھی تک ہم آپس میں مل بیٹھ کر مسائل کو حل کرنے کے بجائے ان میں اضافہ کرتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے کہا خلوص کے بغیر کوئی کام کامیاب نہیں ہو سکتا۔ خلوص ہو تو تمام رکاوٹیں آسانی سے دور ہوتی جاتی ہیں۔ انہوں نے کہا ہم لوگ صرف امیدیں لے کر بیٹھے ہیں کہ کوئی معجزہ دکھانے والا آئے گا

اور ہر چیز کی کایا پلٹ دے گا اور اس امید کو لے کر بیسویں صدی میں داخل ہو رہے ہیں مگر اصلاح احوال کی طرف کسی کو دھیان نہیں ۔ یہ ہم سب کے لئے لمحہ فکریہ ہے اب تو ہماری آنکھیں کھل جانی چاہئیں کہ دیگر اقوام کہاں پہنچ ہیں اور ہم کہاں کھڑے کس کا انتظار کر رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا نوائے صوفیہ نوجوانوں میں جذبہ ایمانی میں اضافہ کر رہا ہے ۔ یہ ایک اچھی کوشش ہے ۔ علامہ صاحب نے نوجوانوں کے جذبہ ایمانی اور استقلال کی تعریف کی اور امید ظاہر کی کہ نشر و اشاعت کے اس اہم جز کو جاری رکھنے اور اس کے معیار کو بڑھانے کے لئے اقدامات کریں گے ۔

جی ایچ معروفی

امیر کبیر میر سید علی ہمدانیؒ کے ۶۸۱ ویں یوم ولادت پر انٹرنیشنل شاہ ہمدان کانفرنس

رپورٹ: امیر عبدالعزیز مدیر انصاف راولپنڈی

تاجکستان کے دارالحکومت دوشنبہ اور اسی ملک کے ایک اور شہر کولاب میں جو کہ صوبہ ختلان میں واقع ہے ۔ ۳ سے ۹ ستمبر تک حکومت تاجکستان کی مقررہ کردہ شاہ ہمدان انٹرنیشنل کانفرنس کمیٹی کے زیر اہتمام ایک عظیم کانفرنس منعقد ہوئی ۔ اس کمیٹی کے سربراہ سلطان زادہ ماہر خواجہ اس سلسلے میں تاجکستان کی غیر سرکاری اور ادبی تنظیم پیوند نے جس کے سربراہ پروفیسر محمد سیف الدین عاصمی ہیں نے بھی سرگرمی سے کام کیا ۔

یہ کانفرنس گزشتہ سال اکتوبر میں منعقد ہونی تھی لیکن بعض وجوہ کی بنا پر نہ ہو سکی اس وقت تاجکستان میں عام انتخاب ہوئے تھے اس لئے کانفرنس کا انعقاد التوا میں پڑ گیا ۔

پاکستان اور تاجکستان کے درمیان سب سے بڑی مشکل مواصلات کی ہے ۔ پاکستان سے عام ڈاک میں وہاں خط ایک ماہ سے قبل نہیں ملتا ۔ ٹیلی فون پر بڑی سخت کوشش کے باوجود بسا اوقات رابطہ نہیں ہو سکتا ۔ ان لوگوں سے رابطہ کا واحد ذریعہ وزارت خارجہ کا بیگ اور انہی کا فیکس تھا ۔ وزارت خارجہ نے اس سلسلے میں شاہ ہمدان انٹرنیشنل اسلامک ایسوسی ایشن کے ساتھ مکمل تعاون کیا ۔

جولائی کے مہینے میں اس کانفرنس کے لئے ایک پرانی فہرست کی بناء پر بعض دعوت نامے موصول ہوئے چنانچہ ضرورت محسوس ہوئی کہ مزید دانشوروں کو وہاں سے دعوت نامے ملیں ۔ ایک فہرست لے کر پروفیسر ڈاکٹر احمد حسن دانی بیجنگ روانہ ہوئے ۔ جہاں کسی کانفرنس کے سلسلے میں دوشنبہ سے پروفیسر محمد سیف الدین عاصمی کو بھی آنا تھا دانی صاحب ۸ ستمبر کو واپس آئے تو معلوم ہوا کہ مزید کٹ کٹا دیا گیا ہے کیونکہ میزبان ملک کی خواہش تھی کہ فہرست کم سے کم ہو ۔ اس وجہ سے شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کے بعض اہم اراکین کو دعوت نامے نہ مل سکے پی آئی اے والوں نے کہا کہ ہمارے جہاز کی سیٹیں دو ماہ قبل بک ہو جاتی ہیں ۔ چاروناچار کراچی کے راستے تاشقند جانا پڑا ۔

بہر کیف پروفیسر احمد حسن دانی مشیر وزارت ثقافت ، ڈاکٹر آغا حسین ہمدانی صدر شاہ ہمدان ایسوسی ایشن مسٹر حمید مفتی مشیر پاکستان برائے آزاد کشمیر کونسل جناب امین غازی ایرو ایشیا ۔ پروفیسر ڈاکٹر ریاض احمد (قائداعظم یونیورسٹی) ڈاکٹر انجم رحمانی ڈائریکٹر لاہور میوزیم ، خواجہ عبدالصمد دانی رکن مجلس عاملہ شاہ ہمدان ایسوسی ایشن ، سید افضل شاہ صاحب ہمدانی رحیم یار خان سید غلام عباس شاہ ہمدانی اور میر عبدالعزیز پر مشتمل دس رکنی وفد یکم ستمبر کو شام کو کراچی سے تاشقند روانہ ہوا ۔ وہاں سے خجند اور خجند سے دوشنبہ پہنچا ۔

شاہ ہمدان کانفرنس کا افتتاح صدر تاجکستان مسٹر امام علی شریفووچ رحمانوف نے ۴ ستمبر کو دوشنبہ میں کیا ۔ دوسرے دن ۵ ستمبر کو دوشنبہ میں یہ پہلا ورکنگ سیشن ہوا ۔

۶ ستمبر کو وفود کولاب روانہ ہوئے ۔ جہیں دو ورکنگ سیشن ہوئے ۔ ان میں تمام ممالک سے آمدہ وفود نے مقالات پڑھے ۔ اختتامی اجلاس والپی پر آزاد کشمیر کونسل جناب جلیس صدیقی بھی شامل تھے ۔ وزیر تعلیم پاکستان نے اپنی فی البدیہہ تقریر میں خاص طور پر کشمیر کا ذکر کیا ۔ راجہ ممتاز حسین راٹھور نے محترمہ بے نظیر بھٹو وزیر اعظم پاکستان کا پیغام پڑھ کر سنایا جس میں کشمیریوں کی آزادی کی تحریک کا خاص طور پر ذکر تھا ۔ اور شرکاء کانفرنس یعنی مسلم ممالک کے وفود سے توقع ظاہر کی گئی تھی کہ وہ اہل کشمیر کی مکمل حمایت کریں گے ۔

شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے تقریباً ہر

(گزشتہ سے پیوستہ)

تفکر و تذکر

ڈاکٹر غازی محمد نعیم

دیکھیں کہ ہم اور ہماری دنیا کس سمت میں محوِ سفر ہیں۔

اسلام کا حکم

اسلام نے مال کو سراسر مردود قرار نہیں دیا بلکہ اس کو جمع کرنے سے منع فرمایا ہے اور ارتکازِ دولت کو انسانی معاشرے کے لئے نقصان دہ قرار دیا ہے۔ اسلامی تعلیمات کی روح یہ ہے کہ مال کو امیروں سے لے کر غریبوں کو لوٹا دیا جائے چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

حذ من اغنیاء ھم فترد الی فقراء ھم یعنی مال کو امیروں سے لے کر غریبوں اور مفلسوں میں تقسیم کر دو۔

اسلام سودی نظام کا مخالف ہے کیوں کہ سود خوری جمع مال کا موجب ہے اور آدمی کے دل کو سخت بنا دیتی ہے جو جذبہ رحم اور جذبہ انسانیت کے لئے زہر قاتل ہے۔ چنانچہ سود خور کی مذمت کرتے ہوئے قرآن نے فرمایا: الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطن من المس ○ جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہو۔

اس کے برعکس قرآن میں لاتعداد مقامات پر صدقات اور خیرات کے نظام کی اہمیت اجاگر کی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: وآتی المال علی حبہ ذوی القربی والیتمی والمسکین وابن السبیل والسائلین وفی الرقاب ○ (نیکی یہ ہے کہ) اللہ کی محبت میں اپنا دل پسند مال رشتے داروں اور یتیموں پر، مسکینوں اور مسافروں پر مدد کے لئے ہاتھ پھیلانے والوں پر اور غلاموں کی رہائی پر خرچ کرے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ○ تم ہرگز نیکی کو نہیں پہنچ سکتے جب تک اپنی وہ چیزیں (خدا کی راہ میں) خرچ نہ کرو جنہیں تم عزیز رکھتے ہو۔

مندرجہ بالا سطور میں جمع مال کی ہلاکت آفرینی اور صدقات وخیرات کی برکات پر اجمالاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ اب آئیے

عہدِ حاضر کا نظامِ زر

ماضی قریب میں کرہ ارض پر جو دو مختلف نظام ہائے زر اور ایک دوسرے سے مصروف جدل تھے وہ سرمایہ دارانہ نظام یعنی Capitalism اور اشتراکیت یعنی Communism تھے۔ جن میں سے مؤخر الذکر اپنی طبعی موت مر چکا ہے۔ دراصل ان دونوں نظاموں کا آخری مطمح نظر حصول دولت ہی تھا ان کا باہمی اختلاف صرف اور صرف تقسیم زر کے طریق کار پر تھا۔ آج ساری دنیا میں سرمایہ دارانہ نظام یعنی Capitalism نے اپنی نحوست کے سائے پھیلا دیے ہیں، دنیا کے مختلف ممالک اور قومیں حصول زر کی دوڑ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے میں مصروف ہیں اور درحقیقت آج قوموں کی جنگیں میدان جنگ میں نہیں بلکہ تجارتی منڈیوں میں لڑی جا رہی ہیں اور اس جنگ میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کی خواہش ہی بظاہر تمام انسانی ترقی، علم، سائنس، ٹیکنالوجی اور صنعت وحرفت کی ترقی کا اصل مطمح نظر دکھائی دیتی ہے۔ اس جنگ وجدل کے نتیجے میں مجموعی طور پر بنی نوع انسانی کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہوا ہے اور غریب پسماندہ اور تیسری دنیا سے تعلق رکھنے والی قوموں کا استحصال بڑھا ہے۔ جبکہ استحصال کرنے والے بھی اس حقیقت سے بے خبر ہیں کہ جس راستے پر وہ چل پڑے ہیں وہ نجات نہیں ہلاکت کا راستہ ہے۔ صنعتوں اور کارخانوں کے باعث بظاہر چند آسائشیں، تو میسر آئی ہیں مگر مجموعی طور پر ماحولیاتی آلودگی اور لوگوں کی ذہنی الجھنوں میں اضافہ ہوا ہے۔ انفرادی سطح پر بھی دیکھا جائے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر آدمی ایک ایسی دوڑ میں شریک ہے جس کے اختتام پر ہر دوڑنے والے کو عمیق کھائی میں جا گرنا ہے۔ قرآن کریم نے واضح فرمایا ہے کہ یہ کھائی اور یہ گڑھا عذاب قبر اور دوزخ کی آگ ہیں جن سے نجات محض اور محض صدقات اور خیرات کے وسیلے سے ہی ممکن ہے۔

(باقی صفحہ نمبر 51 پر)

مقالے ہر نظم اور ہر تقریر میں کشمیر کا ذکر ضرور آتا رہا۔ اور اس طرح سے کشمیر کی تحریک کو بالواسطہ طور پر تقویت حاصل ہوئی تاجکستان پاکستان اور کشمیر کے تعلقات کو مزید فروغ حاصل ہوا

شاہ ہمدان ایسوسی ایشن کا وفد ۳ ستمبر کو براستہ کراچی واپس پاکستان پہنچا۔

وزیر تعلیم کی قیادت میں جو وفد گیا تھا وہ ۸ ستمبر کو ہی ازبکستان کے مقامات سے ہوتا ہوا واپس اسلام آباد پہنچا۔

کانفرنس کامیاب رہی۔ ایرانی شرکاء سے معلوم ہوا کہ اگلے سال ایران میں بھی شاہ ہمدان کانفرنس ہوگی۔ جس کا بڑے عرصہ سے انتظار ہے۔

انجمن احیائے صوفیہ نوربخشیہ مقیم الکویت کا سالانہ اجلاس



محمد جابر براوی رپورٹر تحریک احیائے صوفیہ نوربخشیہ کویت

مورخہ ۱۶ اکتوبر ۱۹۹۵ء کو کویت میں مقیم مسلک صوفیہ نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے نوجوان کا سالانہ اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت مشہور سماجی و مذہبی شخصیت حاجی حسین سرمیکی صاحب نے کی یہ اجلاس منطقہ عدلیہ میں حاجی حسن صاحب کے ہوٹل میں منعقد ہوا۔ اس موقع پر حاجی صاحب اور شرکاء کے لئے خصوصی طور پر اہتمام کیا گیا۔ اس اجلاس میں کثیر تعداد میں تصوف کے پروانوں نے شرکت کی۔ سب سے پہلے تحریک کے صدر اور بانی مدرسہ شاہ ہمدان سرمیک جناب حاجی محمد صادق صاحب نے خطاب کیا۔ انہوں نے تحریک کو ماضی میں جن حالات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی اس موقع پر حاجی اسحاق صاحب خپلوی، حاجی حسین صاحب کریس۔ غلام حیدر چھوربٹ اور غلام عباس خپلو ٹرائینگ والے نے بھی خطاب کیا تمام شرکاء محفل نے مسلک صوفیہ نوربخشیہ کے تمام علماء کرام اور عوام سے اپیل کی کہ وہ اتحاد اور یکجہتی سے رہیں۔

اجلاس میں متفقہ طور پر درج ذیل فیصلے کئے گئے۔

۱۔ بلتستان میں مسلک صوفیہ نوربخشیہ کا ایک تبلیغی گروپ تشکیل دیا جائے گا۔ جو کہ بلتستان کے پسماندہ علاقوں میں جا کر وہاں کے حالات سے تحریک کو آگاہ کرے۔

۲۔ دینی نشر و اشاعت کے لئے مالی تعاون کیا جائے گا۔

۳۔ علمائے کرام کے آپس میں اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

اس اجلاس میں ۹۶-۱۹۹۵ء کے لئے عہدیداروں کا چناؤ بھی عمل میں لایا گیا۔

نگران اعلیٰ، حاجی محمد اسحاق خپلو
صدر، حاجی محمد صادق سرمیکی
نائب صدر، عبدالرحمان عرف عبدو کریس
جنرل سیکرٹری، محمد جابر براہ
جوائنٹ سیکرٹری، محمد حسن کریس
خزانچی، حاجی فدا حسین سرمیکی
نائب خزانچی، حاجی حسن کریس
رابطہ سیکرٹری، غلام حیدر چھوربٹ
نائب نگران اعلیٰ، علی غلام حسن کونیسی

اس کے علاوہ ایک رابطہ گروپ تشکیل دیا گیا جو کہ تحریک کی تمام آمدنی اور اخراجات کا حساب رکھے گا۔ اور یہی رابطہ گروپ آپس میں صلاح و مشورہ کر کے تمام امور طے کرے گا۔ جس کے ارکان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

۱۔حاجی عبدالرحمن ہریکون
۲۔علی غلام حسن کونسی
۳۔حاجی حسن کریس
۴۔حاجی شیر کریس
۵۔حاجی اسحاق خپلوی
۶۔غلام عباس ٹرائینگ خپلو

۷۔ حاجی محمد صادق سرسیک
۸۔ حاجی فدا حسین سرسیک
۹۔ محمد جابر براہ
۱۰۔ غلام مہدی تلس

ملی یکجہتی کے سلسلے میں ممتاز عالم دین مفتی نوربخشیہ الحاج سید علی شاہ صاحب کا اظہار خیال

سید ذاکر حسین
جنرل سیکرٹری NYF یونٹ مرضی گون

بلتستان کے معروف عالم دین و مفتی نوربخشیہ الحاج سید علی شاہ صاحب کے ساتھ مرکزی جوائنٹ سیکرٹری نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان کی ملاقات ہوئی۔اس موقع پر شاہ صاحب نے جناب مراد علی صاحب کی دینی خدمات کو سراہا۔

انہوں نے کہا ہمیں آپس میں الجھنے کے بجائے اپنے بنیادی حقوق کے لئے آواز بلند کرنی چاہیئے۔انہوں نے مراد علی کے تین نکاتی پروگرام کی حمایت کرتے ہوئے عوام سے بھی اپیل کی کہ وہ اس سلسلے میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کا ساتھ دیں۔تین نکاتی مطالبہ درج ذیل ہے۔

۱۔ تمام بنکوں سے زکواۃ عشر کی کٹوتی فقہ الاحوط کی روشنی میں ہو

۲۔ شمالی علاقہ جات کی تعلیم میں نوربخشی قاعدے کو بھی شامل کیا جائے

۳۔ ضلع گانگچھے کے منظور شدہ دینی مدرسوں کو زکواۃ کی امداد بحال کی جائے۔

اس موقعے پر ایک سوال کے جواب میں معروف عالم دین نے کہا کہ علماء نوربخشیہ کے اندر کوئی اختلافات موجود نہیں ہیں۔یہ سب چند مفاد پرست لوگوں کے غلط پروپیگنڈے ہیں کہ وہ معمولی معمولی باتوں کو زیادہ سے زیادہ اچھال کر علماء کے درمیان اختلاف کو ہوا دیتے ہیں۔انہوں نے مزید فرمایا کہ علماء کے درمیان اتحاد و اتفاق کی فضاء موجود ہے۔

اس موقعے پر جناب سید علی شاہ صاحب نے ممتاز عالم دین علامہ محمد بشیر صاحب اور دوسرے علماء نوربخشیہ کے ساتھ دوستی اور بھائی چارے کے سلسلے میں لکھے گئے ایک دوسرے کے باہمی مراسلات بھی مرکزی جوائنٹ سیکرٹری این وائی ایف جناب مراد علی صاحب کے سامنے پیش کئے۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گانگچھے ڈویژن کا پہلا سالانہ کنونشن

نثار حسین سیکرٹری نشرواشاعت گانگچھے ڈویژن

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گانگچھے ڈویژن کا پہلا سالانہ کنونشن ضلعی ہیڈ کوارٹر خپلو میں منعقد ہوا جس کی صدارت پیر نوربخشیہ جناب سید محمد شاہ نورانی صاحب نے کی جبکہ مہمان خصوصی جناب اسد شاہ زیدی مشیر برائے ترقیات و منصوبہ بندی تھے۔اس عظیم الشان کنونشن میں علاقے کے عمائدین۔ دانشوروں۔افسران۔علمائے عظام اور عوام کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔جلسے کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب محمد اسحاق شاکر سابق مرکزی جنرل سیکرٹری این۔وائی۔ایف انجام دے رہے تھے۔نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گانگچھے ڈویژن کے صدر ریگو غلام مہدی نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔

ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین محمد ابراہیم نے اپنے خطاب میں کہا این وائی ایف صف اول کی تنظیم ہے جو علاقے کے مسائل حل کرنے میں پیش پیش ہے اور اخوت و بھائی چارے کو فروغ دینے میں اہم کردار ادا کر رہی ہے۔انہوں نے کہا کہ میں ضلع گانگچھے کے مسائل حل کرنے میں آپ کے ساتھ ہوں اور علاقے کی ترقی و خوشحالی کے لئے ہمہ تن کوشاں رہوں گا۔ انہوں نے اس موقع پر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے لئے مبلغ بیس ہزار روپے دینے کا اعلان بھی کیا۔

حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا گیا کہ ضلع گانگچھے کو بھی آئینی پیکج کے تحت مشیر کا عہدہ دیا جائے۔ غلام عباس چوپا سیکرٹری جنرل نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن نے کہا ہمارا مقصد سیاسی

وسماجی حلقوں کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرنا ہے۔

مرکزی جنرل سیکرٹری عبدالرحیم سیکتو نے اپنی تقریر میں کہا کہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن ایک ایسی جماعت ہے جو مسلمانوں میں اختلافات کو ختم کر کے اتحاد و یکجہتی کو فروغ دینے کے لئے کوشاں ہے۔ آج کے مسلمان رسمی مسلمان ہیں۔ مسلمانوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ اہل بیت کو چھوڑ دیا ہے۔ اولیاء عظام کی مقدس تعلیمات کو بھلا دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان آپس میں دست و گریباں ہیں۔ مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اسلامی تعلیمات پر عمل کریں۔ شاہ سید اور شاہ ہمدان کے نقش قدم پر چلیں۔

عبدالخالق فنانس سیکرٹری نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گانگچھے ڈویژن نے عوامی نمائندوں سے اپیل کی کہ وہ علاقے کے مسائل حل کرنے میں مخلص رہیں۔ اور عوامی مشکلات کا حل نکالیں۔

نوجوان عالم دین علامہ محسن علی نے رفع اختلاف بین الامت پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ امت مسلمہ کے اختلافات کا واحد حل یہی ہے کہ شاہ سید کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔

انہوں نے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کی تعریف کی جو مسلم امہ کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے سرگرم عمل ہے۔

علی محمد نائب صدر نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن گانگچھے ڈویژن نے قرارداد پیش کی جو کہ درج ذیل ہے۔

۱۔ اسلامی نظریاتی کونسل میں نوربخشی مکتب فکر کو نمائندگی دی جائے۔

۲۔ سرکاری سکولوں میں نوربخشی بچوں کو نوربخشی دینیات پڑھائی جائے۔

۳۔ زکوٰۃ فنڈ سے دینی اداروں کی امداد بحال کی جائے۔

۴۔ گانگچھے میں ایک آرمی پبلک سکول قائم کیا جائے۔

۵۔ ہائیر سیکنڈری سکول کو انٹر کا درجہ دیا جائے۔

۶۔ بلتستان کو الگ کمشنری کا درجہ دیا جائے۔

۷۔ ضلع گانگچھے سے ایڈوائزر لیا جائے۔

۸۔ خپلو ضلع ہسپتال میں سو بیڈز کی منظوری دی جائے۔

۹۔ محصول چونگی کو ختم کیا جائے۔

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے مجلس قائدین کے چیئرمین جناب مفتی اعظم محمد عبداللہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آپ اپنی صفوں میں اتحاد رکھیں۔ انہوں نے نوجوانوں کو نصیحت کی کہ وہ شریعت محمدیہ پر عمل پیرا رہیں۔

مہمان خصوصی جناب اسد شاہ زیدی نے مشیر برائے ترقیات و منصوبہ بندی نے تصوف کے پیروکار نوربخشیوں سے کہا کہ آپ خوش قسمت ہیں کہ آپ صوفی ہیں آپ ذکر و اذکار کرنے والے لوگ ہیں۔ آپ نہ صرف شاہ سید کے پیروکار ہیں بلکہ دیگر اصفیاء کے بھی پیروکار ہیں۔ آپ کے اپنے درود وظائف سے دنیا کو منور کر سکتے ہیں۔ آپ دنیا کو چراغ بخش سکتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم سب شاہ سید نوربخش کے احسان مند ہیں کہ انہوں نے ہمیں ظلمت کی راہ سے نکال کر راہ مستقیم پر لگا دیا۔ اور اس علاقے کو نور بخش دیا۔

انہوں نے شاہ سید اور شاہ ہمدان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ مسلمانان عالم اور اہل اسلام کے مابین اختلاف کو ختم کرنے کے لئے اپنی زندگیاں وقف کریں۔

انہوں نے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کو خراج تحسین پیش کیا۔ انہوں نے آخر میں گانگچھے کے شاہ ہمدان لائبریری کی عمارت کے لئے تین لاکھ روپے کی گرانٹ کا اعلان کیا۔

اس کے بعد صدر جلسہ عزت مآب پیر نوربخشیہ سید محمد شاہ نورانی نے خطبہ صدارت پیش کرتے ہوئے عالم اسلام کو درپیش مشکلات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ عالم اسلام کو اس وقت سامراجیوں اور طاغوتیوں سے خطرہ ہے اور ہمیں ان کی سازشوں کا بھرپور مقابلہ کرنا ہوگا۔ اسلام دین امن ہے۔ اسلام امن چاہتا ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں بھی اپنے اندر اتحاد و بھائی چارے کی فضا قائم کرنی چاہئے اور آپس کے اختلافات کو ختم کر کے دین کی سربلندی اور کامرانی کے لئے جدوجہد کرنا چاہئے۔

خانقاہ معلیٰ صوفی آباد وزیر پور شگر کا سنگ بنیاد

۱۹ ستمبر ۱۹۹۵ء کو نوجوان عالم دین اور مدرس مولانا علی محمد ہادی شگری نے خانقاہ معلیٰ صوفی آباد وزیر پور شگر کا سنگ بنیاد رکھا اس موقع پر اسسٹنٹ کمشنر شگر اور تحصیلدار کے علاوہ علاقے کے کونسلر اور کثیر تعداد میں لوگ موجود تھے۔ اس موقع پر صدر تنظیم صوفی آباد ویلفیئر ایسوسی ایشن نے تمام شرکاء کا شکریہ ادا کیا اور اتحاد بین المسلمین، اسلام کی سربلندی اور ملک کی سلامتی کے لئے دعا مانگی گئی۔

عبدالحمید غالب شگر وزیر پور صوفی آباد



ہومیو ڈاکٹر ایم - اے شاہد

نوائے صوفیہ شمارہ ۱۳ کی لوگوں نے بڑی تعریف کی ہے اور مضامین کو بے حد پسند کیا ہے - میرے خیال میں یہ شمارہ زیادہ متوازن ہے۔

۱ - ذکر خداوندی کا مضمون محمد بشیر مدرس ہائی سکول خپلو کا ہے - نہ کہ محمد بشیر کوروی کا فہرست مضامین میں محمد بشیر ہائی سکول خپلو کی بجائے محمد بشیر کوروی آیا ہے اسے درست کریں۔

۲ - ڈاکٹر ناصر الدین حسنی کا مضمون آپ کو کیسے ملا ہے؟ ان کا پورا پتہ ارسال کریں۔

صفحہ ۲۰ پر صحیفۃ الاولیاء کا نام آیا ہے اور ابتدائی شعر دیا ہے پھر اسے ۶ جلدوں میں بتایا ہے - یہ قطعی غلط ہے - صحیفۃ الاولیا صرف ایک جلد پر مشتمل ایک چھوٹی سی کتاب ہے - کتابخانہ ملک کے علاوہ جہاں میرے پاس بھی ایک نسخہ موجود ہے - اسی طرح سید علی چھوار چھوربٹ کے پاس بھی مکمل نسخہ موجود ہے۔

البتہ چھ جلد پر مشتمل کتاب جس کے تمام جلدوں کے صفحات ڈاکٹر صاحب نے مضمون میں دیئے ہیں - وہ کشف الحقیقت کے عنوان سے شاہ سید کی طرف منسوب کی گئی ہے - اس کتاب کا اصل نام "جنات الوصال" ہے اور اس کا مصنف استاد بھائی کے مطابق شمشیر گر شیرازی اور سعید نفیسی کے نزدیک نور علی شاہ اصفہانی ہے - بہرحال یہ کتاب سید محمد نور بخش کی نہیں ہے - کیونکہ اس کی چھٹی جلد میں یہ شعر بھی ہے -

شخ پنجہ بود افزوں از ہزار
کایں ششم جنت شد از غیب آشکار

آج ۱۲۵۵ ہجری کی تاریخ تھی کہ چھٹی جنات (جناب الوصال) غیب سے ظاہر ہوئی - واضح رہے کہ میر سید محمد نور بخش کا وصال ۸۶۹ھ کو ہوا ہے اور آپ کی وفات کے ۱۸۶ سال بعد یہ کتاب لکھی گئی ہے -

غلام حسن حسنو خپلو

نوائے صوفیہ کا مستقل خریدار ہوں اور ہر وقت دل لگا کر پڑھتا ہوں - نوائے صوفیہ میں جو قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں ان پر اعراب نہ ہونے سے ہم کم علم والوں کو پڑھنے میں دقت پیش آتی ہے - بدقسمتی سے ہمارے ہاں وعظ وہدایت کرنے والا کوئی نہیں ہے - اس لئے کافی لوگ اس پاک مذہب کو چھوڑ کر دائیں بائیں جا رہے ہیں - لیکن ہم اس سلسلے میں کچھ بھی نہیں کر سکتے - صرف دل میں افسوس باقی رہتا ہے - میرا اپنا دل بھی دائیں بائیں مائل ہونا شروع ہوا تھا - خوش قسمتی سے نوائے صوفیہ پڑھنے کو ملا اور دل کو کافی اطمینان اور سکون حاصل ہوا۔

علی موسیٰ شگر ہورچی

۱ - یہ بات ہمارے لئے باعث مسرت ہے کہ آپ کے موقر رسالے کے چند شمارے دعوۃ اکیڈمی کے کتب خانے میں موجود ہیں۔

اسلامی تعلیمات وثقافت اور سماجی علوم کی ترقی و ترویج کے سلسلے میں آپ کا رسالہ جو کردار ادا کر رہا ہے - وہ یقیناً قابل تحسین ہے - ہم آپ کے شکر گزار ہوں گے اگر آپ ہمارے کتب خانے کو اپنے رسالے کی مستقل فہرست ترسیل میں شامل فرما لیں تاکہ آپ کا رسالہ ہمیں باقاعدگی سے ملتا رہے اور ہمارے معزز قارئین آپ کے رسالے کے علمی، تحقیقی اور مذہبی مضامین سے بہرہ ور ہوتے رہیں۔

لائبریرین، دعوۃ اکیڈمی،
بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی
اسلام آباد

۲ - گزارش ہے کہ جامعہ بلتستان الاسلامیہ جو کہ علاقہ شگر میں ایک معروف دینی ادارہ ہے - اس علاقے میں جہالت کے خلاف مصروف جہاد ہے - اس میں اساتذہ کرام اور طلباء اور علاقہ کے تعلیم یافتہ لوگوں کے لئے ایک بڑی لائبریری موجود ہے اور ہر قسم کے عربی، اردو مجلات وجرائد لائبریری جامعہ بلتستان کے نام

(باقی صفحہ نمبر ۴۵)

السلسلۃ الذہبیۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

واعتصمنا بحبل اللہ المتین ۝ السید محمد نوربخش ۔ حضرت خواجہ اسحٰق الختلانی ۔ حضرت امیر الکبیر السید علی الہمدانی ۔ حضرت الشیخ محمود المزدقانی ۔ حضرت شیخ علاء الدولہ السمنانی ۔ حضرت الشیخ عبدالرحمن الاسفرائنی ۔ حضرت الشیخ احمد الذاکر الجورجانی ۔ حضرت الشیخ علی اللالا ۔ حضرت الشیخ النجم الدین الکبری ۔ حضرت الشیخ عمار یاسر البدلیسی ۔ حضرت الشیخ ابو النجیب السہروردی ۔ حضرت الشیخ احمد الغزالی ۔ حضرت الشیخ ابوبکر النساجی ۔ حضرت الشیخ ابو القاسم الجورجانی ۔ حضرت الشیخ ابو عثمان مغربی ۔ حضرت الشیخ ابو علی الکاتبی ۔ حضرت الشیخ ابو علی الرودباری ۔ حضرت الشیخ جنید البغدادی ۔ حضرت الشیخ سری السقطی ۔ حضرت الشیخ معروف الکرخی ۔ حضرت الامام علی الرضا ۔ حضرت الامام موسیٰ الکاظم ۔ حضرت الامام جعفر الصادق ۔ حضرت الامام محمد الباقر ۔ حضرت الامام علی الزین العابدین ۔ حضرت الامام الحسین الشہید بکربلاء ۔ حضرت الامام الحسن المجتبیٰ ۔ حضرت الامام الاولیاء علی ولی اللہ ۔ حضرت خاتم الانبیاء خیر الوری محمد رسول اللہ صلوات اللہ علیہ اجمعین ۝ لانہم ائمتنا فی الدین ۝ وعلی طریق الحق والیقین ۝ وھذا حبل اللہ المتین ۝ ولا ینقطع الی یوم الدین ۝ وھو صراط المستقیم للمومنین ۝ ربنا ارزقنا متابعتھم ولجمیع المسلمین ۝ برحمتک یا ارحم الرحیم ۝

اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد ۝

(گزشتہ سے پیوستہ)

مجموشریعت محمدیہ

ابو العرفان علامہ محمد بشیر

واما المیاہ فکل ماء قراح لم یتغیر لونہ و ریحہ وطعمہ جاریا کان او راکدا و لا یری فیہ غیر طاھر فھو طاہر و مطھر لا ینظر الی قلتہ..... و ذلک فی عزۃ الماء و قلتہ ٥

ترجمہ: پانی کا مسئلہ

ہر وہ خالص پانی جس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو جائے وہ جاری ہو یا رکا ہوا ہو اور اس میں کوئی ناپاک چیز نہ دکھائی دے تو وہ پانی خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔اس کی کمی کی طرف توجہ نہیں دی جائے گی۔جاری پانی میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے اور وہ پانی کے رنگ بو اور ذائقے کو تبدیل نہ کرے تو ایسے پانی سے مکروہ طور پر وضو کرنا جائز ہے ٹھہرا ہوا پانی اگر بہت زیادہ ہو تو اس کا حکم جاری پانی کا حکم ہے اگر پانی دو قلے ہوں۔ مطلب یہ ہے کہ پانی کی مقدار پانچ سو عراقی رطل یا تقریباً سلطانی سو من کے لگ بھگ ہو اس میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کے تینوں اوصاف کو تبدیل نہ کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ ملے تو اس سے وضو جائز ہے اگر گوبر کے سوا اس پانی میں ناپاک چیز پڑ جائے یا کوئی شخص اس میں استنجا کرے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے اگر گوبر کے سوال اس پانی میں ناپاک چیز پڑ جائے۔ یا کوئی شخص اس میں استنجا کرے تو اس سے وضو جائز نہیں ہے کیونکہ وہ پانی چاہے متغیر ہو یا نہ ہو ناپاک ہو گیا ہے۔ بلندی اور چوڑائی میں دونوں میں دس دس گز والے پانی میں کوئی ناپاک چیز پڑ جائے تو اس کی پاک جانب کو حرکت دینے سے ناپاک جانب اگر نہ ہلے نیز اس کا رنگ، بو اور ذائقہ تبدیل نہ ہو تو مکروہ طور پر اس سے وضو کرنا جائزہ ہے۔ میدانوں اور جنگلوں کے اندر پانی میں حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے اور وہ پانی کو تبدیل کرے نیز کوئی دوسرا پانی نہ مل سکتا ہو تو لاچار اس کا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے نیز تیمم کرنا اور اس کو چھوڑنا جائز ہے۔ناپاکی دور کرنے کے سوا کسی اور دوسری چیز کے دور کرنے کے لئے پانی کا استعمال کیا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ وضو اور غسل میں حدث حکمی کو دور کرنے کی صورتوں میں پانی کا استعمال کیا جائے تو ایسا پانی خود تو پاک ہے دوسروں کو پاک کرنے والا نہیں۔ اگر پانی کو اکٹھا کیا جائے یہاں تک کہ خالص پانی کے ساتھ ملا کر چاہے پانی کم ہو یا زیادہ وہ پانی دو قلے کی مقدار کو پہنچ جائے تو وہ پاک کرنے والا پانی بن جاتا ہے۔ ٹھہرے ہوئے پانی کو اگر استعمال نہ کیا جائے اور وہ زیادہ پڑے رہنے کی وجہ سے متغیر ہو جائے تو وہ خود پاک ہے اور دوسروں کو پاک کرنے والا ہے۔ برتنوں میں دھوپ سے گرم ہونے والے پانی کا استعمال کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ برص کی بیماری پیدا کرے۔ پانی کو تبدیل کرنے والی چیز اگر پاک ہو مثلاً صابون، اشنان اور زعفران وغیرہ تو یہ چیز اس پانی کے پاک کرنے والا ہونے کی صفت کے لئے نقصان دہ نہیں ہے جب تک کہ اس کی روانی میں وہ نقصان دہ نہ ہو، درخت، کھجور یا کسی اور چیز سے نچوڑے ہوئے پانی کو ناپاکی دور کرنے کی صورت میں صفائی کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ پاکی کے لئے نہیں تاکہ اس کے بعد تھوڑے سے پانی سے پاکی حاصل ہو سکے۔ ایسا کرنا پانی کی نایابی اور کمی کی صورتوں میں ہوتا ہے۔

وضاحت

فقہ احوط کی مذکورہ عبارتوں میں امور ذیل کی وضاحت کی گئی ہے۔

۱۔ بذات خود پاک اور دوسری ناپاک شدہ چیزوں کو پاک کرنے والے پانی کی پہچان۔

۲۔ آب جاری کے استعمال کی کراہت

۳۔ رکے ہوئے کثیر مقدار کا پانی

۴۔ دو قلہ کی مقدار کا پانی

۵۔ سو مربع گز رقبے والے تالاب کا پانی

۶۔ جنگلوں میں رکے ہوئے پانی کا مسئلہ

۷۔ حدث حکمی کو دور کرنے میں استعمال شدہ پانی کے پاک کن بھی ہونے کا گر۔

۸۔ متاثر شدہ رکے ہوئے پانی کا کمال۔

۹۔ دھوپ کی وجہ سے گرم شدہ پانی کا مسئلہ

۱۰۔ پانی کو متاثر کرنے والی پاک چیز کا کرشمہ

۱۱۔ درخت اور پھل سے نچوڑے گئے پانی کا مسئلہ

۱۔ پانی کے تین اوصاف ہیں۔ پہلا رنگ، دوسرا بو اور تیسرا مزہ۔ اگر پانی کے مذکورہ تینوں اوصاف متاثر نہ ہوئے ہوں تو پانی از روئے شرع محمدی خود پاک ہے اور دوسری ناپاک شدہ چیزوں کو پاک کرنے کا حامل بھی ہے۔ ایسے پانی کی مقدار خواہ کم ہی کیوں نہ ہوں وہ ہر حالت میں پاک کرنے والا بھی ٹھہرتا ہے۔ اس میں جاری پانی اور رکے ہوئے پانی کا کوئی تفاوت نہیں ہے۔

۲۔ کسی کو بل میں پانی جاری ہوا اور اس جاری پانی میں کوئی ناپاک چیز پڑ جائے مگر پانی کے تینوں اوصاف بدستور باقی ہوں اور کوئی ایک وصف بھی متاثر نظر نہ آتا ہو تو ایسی صورت میں اس آب جاری کا وضو اور غسل کے لئے استعمال کرنا مکروہ قرار پاتا ہے۔ تاہم جواز حاصل ہے۔

۳۔ اگر کہیں کثیر مقدار میں پانی کا ذخیرہ ہو تو اس کا حکم جاری پانی کا سا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ایسے پانی کے اوصاف متاثر نہ ہوں۔ تو وہ بذات خود پاک ہے اور دوسری ناپاک شدہ چیزوں کو پاک کرنے کا قابل بھی ہے۔

۴۔ اگر کوئی برتن یا مٹکا اتنا بڑا ہو کہ اس میں پانچ سو عراقی رطل یا سو سلطانی من کی مقدار کا پانی سما جاتا ہو تو وہ دو قلے کا پانی کہلاتا ہے۔ اس قسم کے دو قلہ کی مقدار والے پانی میں کسی حلال گوشت جانور کی لید پڑ جائے تاہم پانی کے تینوں اوصاف بدستور باقی ہوں اور کوئی ایک وصف بھی متاثر نہ ہوا ہو نیز اسی پانی کے سوا کوئی دوسرا پانی نہ ملتا ہو تو طہارت کے لئے اس دو قلہ کی مقدار کے پانی کا استعمال کرنا جائز ہے۔ اگر ایسے دو قلہ کی مقدار والے پانی میں حلال گوشت جانور کی لید کے سوا کوئی اور ناپاک چیز پڑ جائے یا اس میں کوئی شخص استنجا کر جائے تو ایسی صورت میں وہ پانی ناپاک ٹھہرتا ہے۔ خواہ اس کے تینوں اوصاف متاثر ہوں یا نہ ہوں۔ اس کا استعمال کرنا وضو اور غسل وغیرہ کے لئے بالکل جائز نہیں ہوگا۔ بحساب دور جدید دو قلہ کا وزن دو سو پچاس لٹر کا ہو سکتا ہے۔

۵۔ اگر پانی کا کوئی تالاب مربع شکل کا ہو۔ ہر ایک ضلع دس دس گز کا ہو نیز اس کی گہرائی بھی دس گز کی ہو۔ یا کوئی واٹر ٹینکی مربع شکل کی ہو۔ ہر ایک ضلع دس دس گز کا ہو اس کی گہرائی بھی دس گز کی ہو تو گویا دونوں کا رقبہ سو سو مربع گز ٹھہرتا ہے۔ ایسا تالاب پانی سے بھرا ہوا ہو یا ایسی واٹر ٹینکی پانی سے بھری ہوئی ہو اس پانی میں اگر کوئی ناپاک چیز پڑ جائے جبکہ پانی کے تینوں اوصاف متاثر نہ ہوں تو شرعاً ایک طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ آپ اس تالاب یا واٹر ٹینکی کی پاک سمت والے پانی کو ذرا ہلا دو۔

ہلانے سے اس کی ناپاک سمت والا پانی نہ ہلتا ہو تو ایسے پانی کا استعمال کرنا وضو اور غسل کے لئے مکروہ طور پر جائز ہو جاتا ہے۔

۶۔ جنگلوں اور بیابانوں میں عموماً جوہڑ وغیرہ کی شکل میں پانی جمع رہتا ہے۔ بسا اوقات ایسے پانی میں حلال گوشت جنگلی جانوروں کی لیڈ پڑ جاتی ہے۔ اس طرح سے اس میں بھیڑ بکریوں کے گوبر پڑ جانے کا اندیشہ بھی رہتا ہے اور ایسا ہوتا بھی ہے۔ اس کے نتیجے میں پانی کے جملہ اوصاف متاثر بھی کبھی نظر آتے ہیں۔ وہاں پر لوگوں کو کوئی دوسرا صاف وشفاف پانی ملتا نہیں ہے۔ وہاں تو صرف حلال گوشت جانوروں کی وجہ سے ملوث پانی دستیاب ہوتا ہے۔ تو از روئے شرع متین اضطراری حالت کی وجہ سے ایسے پانی کا پینا اور اس کا استعمال کرنا جائز قرار دیا گیا ہے۔ اگر وضو اور غسل کا مرحلہ طے کرے۔ دونوں صورتوں کو جواز کا درجہ حاصل ہے۔ اگر جنگلوں میں جمع شدہ ایسے پانی میں کسی حرام گوشت جانور کی لید پڑ جائے تو وہ پانی یکسر ناپاک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا اس صورت میں تیمم ہی متعین ہے۔ اس پانی سے وضو اور غسل کا مرحلہ طے کرنا جائز نہیں ہوگا۔

۱۔ وضو اور غسل کے لئے استنجا کرنا حدث عینی کا ازالہ ہے اور باقی اعضاء کو ترتیب وار دھونا وغیرہ حدث حکمی کا ازالہ ہے۔ پس اگر پانی کا استعمال وضو اور غسل میں حدث حکمی کی صورتوں میں ہوا ہو تو وہ پانی بذات خود پاک ہے البتہ وہ دوسرے ناپاک شدہ

(گزشتہ سے پیوستہ)

تقابل ادیان

غلام نبی کوروی لاہور

وذرو الذین یلحدون فی اسمائہ کا حکم بھی موجود ہے یعنی اس طریق کو چھوڑ دو جس میں اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کیا جاتا ہے۔

یہودیوں کے ہاں اللہ تعالیٰ صرف آبادیوں میں رہتا ہے لیکن مسلمانوں کے نزدیک وہ ہر جگہ موجود ہے۔ وللہ المشرق والمغرب فاینما تولو فثم وجہ اللہ ان اللہ واسع علیم○

یہود کا تصور آخرت

قرآن پاک سورہ بقرہ میں یہود کے تصور آخرت کی نشاندہی کرتے ہوئے اس کی یوں وضاحت کرتا ہے قالو الن تمسنا النار الا ایام معدودۃ۔ یعنی وہ جزاو سزا کے تو قائل ہیں لیکن سزا کو وہ محدود ایام کے ساتھ خاص کرتے ہیں اور یہ تصور بھی انہوں نے اپنے عقیدہ الوحیت کے ہاتھوں مجبور ہو کر قائم کیا ہے۔ بچھڑے کی پوجا وہ واحد غلطی ہے جس کا اعتراف یہود کی کتب مقدسہ میں آیا ہے لیکن اعتراف کا انداز انکار سے بھی قابل مذمت ہے اس لئے کہ وہ بچھڑے کا بنانا سیدنا ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ قرآن کریم نے ان کے اس تصور کو گرفت کرتے ہوئے ان کو جواب دیا۔ قل اتخذتم عنداللہ عھدفلن یخلف اللہ عھدہ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عنداللہ... الخ

یہود کا جدید تصور آخرت قدیم تصور سے قدرے مختلف ہے اور اس کی بنیاد یہ ہے کہ یہودیت عملی زندگی پر مبنی تعلیمات کا نام ہے ان کے نزدیک عمل عقیدے پر مقدم ہے جزا اعمال کے اعتبار سے ہے ڈاکٹر عبداللہ شلبی کے بقول فکر یہودی نامی کتاب میں یہود کا یہ تصور بیان کیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کو اس بات کا گواہ بنایا گیا ہے کہ انسان خواہ یہودی ہو یا غیر یہودی، مرد ہو یا عورت، اس کی جزا صرف اعمال کے اعتبار سے ہے دنیا میں اچھی زندگی گزرانے والوں کے لئے جنت ہے اور بری زندگی گزارنے والوں کو ایک اور زندگی ملے گی تاکہ وہ اپنی زندگی کا اچھا حصہ گزار سکیں۔

جدید تصور آخرت سے پتہ چلتا ہے کہ یہود کا فکری رجحان تصور آخرت کے حوالہ سے عقیدہ تناسخ کی طرف ہے جبکہ دنیا کا کوئی الہامی مذہب آخرت کے قائم ہونے کا انکار نہیں کرتا اور خود یہود بھی اس تصور کے قائل رہے ہیں جن کا ذکر قرآن حکیم نے کیا ہے بلکہ خود ان کی کتب مقدسہ میں بھی اس کا ذکر ہے۔

یہود کا مذہبی لٹریچر

بائبل یونانی لفظ ببلاس سے ماخذ ہے جو چرمی وصل کے لئے استعمال ہوتا ہے (یعنی چمڑے کی جلد والی کتاب) بائبل کے دو حصے ہیں (۱) عہد نامہ عتیق یا عہد نامہ قدیم (۲) عہد نامہ جدید۔ عہد نامہ عتیق کہ جس کو یہودی مانتے ہیں، کے دو حصے ہیں (۱) عبرانی (۲) یونانی۔ یہودی عبرانی اور عیسائی یونانی نسخے کو مستند مانتے ہیں۔ یونانی نسخے میں انیس کتابیں عبرانی نسخے سے زائد ہے ۳۸ کتابیں پہلے سے ہی کاٹ دی گئی ہیں۔

پروٹسٹنٹ مندرجہ بالا تمام کتب کو مسترد کر چکے ہیں کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کے نسخوں میں ابواب کا فرق ہے ان کتب کے علاوہ بھی کئی منسوخ ہو چکی ہیں۔

بقول ہمف ڈائٹ اور گریز سٹم موسیٰ کی نعش، حنوک کی پیشگوئی اور یوسف بیزیان کے واقعات قدیم نسخوں میں ہیں جدید نسخوں میں ان واقعات کا ذکر موجود نہیں۔

عبرانی نسخے کے تین حصے ہیں (۱) تورات (۲) نبیین (۳) کتبین۔

تورات

تورات کا معنی شریعت یا تعلیم الدینیہ۔ تورات حضرت موسیٰ نے نہیں لکھی دو الواح (یعنی احکام عشرہ) خداوند کے صندوق میں رکھی گئی تھیں مگر یہ صندوق فلسطینوں نے

چیزوں کو پاک کرنے والا پانی نہیں۔ کبھی ایسا پانی پاک کن بھی بن سکتا ہے۔ لہٰذا اگر ایسا پانی اکٹھا کیا جائے یہاں تک کہ وہ دو قلہ کی مقدار کو رسائی پا جائے۔ جبکہ اس میں آب خالص کی بھی ایک مقدار شامل کی گئی ہو تو اس صورت میں وہ پانی بذات خود پاک ہونے کے ساتھ ساتھ پاک کرنے والا پانی بھی قرار پاتا ہے

۸۔ کسی جگہ پانی جمع ہو۔ اس کو استعمال میں نہ لایا گیا ہو اور کافی دیر تک ٹھہرے رہنے کی وجہ سے اس کے اوصاف متاثر ہو چکے ہوں تو بھی شرعاً وہ پانی خود پاک اور دوسروں کے حق میں پاک کن بھی قرار پاتا ہے کیونکہ اس میں کوئی ناپاک چیز نہیں پڑ گئی بلکہ وہ زیادہ عرصہ یونہی ٹھہرے رہنے کی وجہ سے تغیر پذیر ہوا ہے۔

۹۔ پانی سے بھرا ہوا کوئی برتن دھوپ میں رکھ دیا گیا ہو اور دھوپ لگتے رہنے کی وجہ وہ پانی گرم ہو گیا ہو تو شرعاً ایسے پانی کا استعمال میں لانا مکروہ ٹھہرایا گیا ہے۔ کیونکہ اس قسم کے پانی کے استعمال سے کوڑھ کی بیماری لگ جانے کا امکان رہتا ہے۔ چونکہ کوڑھ کی بیماری متعدی امراض میں گنی گئی ہے اور متعدی بیماریوں سے بچنا طباً و شرعاً ضروری ہے۔

۱۰۔ اگر کوئی پاک چیز مل جانے کی وجہ سے پانی تغیر پذیر ہو چکا ہو مثلاً صابن گل جانے سے پانی گدلا ہو گیا ہو یا زعفران وغیرہ کی وجہ سے پانی کی شکل بدل چکی ہو تو ایسی صورتوں میں پانی کا پاک ہونا متاثر نہیں ہو گا۔ جب تک پانی کی روانی اور بہاؤ کی کیفیت باقی ہو وہ پانی بذات خود پاک اور دوسری ناپاک چیزوں کو پاک کرنے والا ٹھہرتا ہے۔ اگر اس کی روانی اور بہاؤ کی کیفیت متاثر ہو گئی ہو تو پھر وہ پانی ہی نہیں رہے گا بلکہ اس پر کوئی اور نام صادق آئے گا۔ ایسی صورت میں اس کا استعمال وضو اور غسل وغیرہ کے لئے شرعاً درست نہیں ہو گا۔

۱۱۔ ناپاکی کے ہٹائے جانے کی کبھی دو صورتیں بھی پیش آتی ہیں۔
الف۔ نفس صفائی یا حصول
ب۔ پانی کا حصول۔

نفس صفائی کے حصول کے لئے درختوں سے نچوڑے گئے پانی اور پھلوں سے نچوڑے گئے پانی کا استعمال شرعاً روا رکھا گیا ہے۔ نفس صفائی کے حصول کے بعد پانی کے حصول کے لئے آب خالص کی ایک قلیل مقدار کافی ہو جاتی ہے۔ گویا پانی کا

(باقی صفحہ نمبر ے

بقیہ تفکر و تذکر

وقت کی پکار

ان سنگین اور جگر خراش حالات اور واقعات کے پیش نظر وقت کی اہم ترین ضرورت یہ ہے کہ ہم خدا کی بات پر کان دھریں اور اس پر عمل کریں۔ آج سرمایہ دارانہ استحصال کے اس پرفتن اور پرآشوب دور میں اہل اسلام کو اپنا کردار ادا کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ کیونکہ اسلام کا دیا ہوا نظام ہی ایسا نظام ہے جو انسانی جبلت اور اس کے فطری تقاضوں کے عین مطابق ہے اور ان تمام ہلاکت آمیزوں سے مبرا ہے جو کیمونزم اور کیپٹلزم کا طرہ امتیاز ہیں۔ اسلام دولت کمانے سے منع نہیں کرتا بلکہ اسے خدا کی راہ میں خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے اس سے جذبہ رحم اور جذبہ انسانیت کو فروغ ملتا ہے، معاشرے میں امن اور محبت کی فضا قائم ہو جاتی ہے اور مجموعی طور پر یہ دنیا ایک خوبصورت اور خوشگوار دنیا بن جاتی ہے۔

آج اس امر کی ضرورت ہے کہ ہم مال و زر کے ان بتوں کو پاش پاش کریں جن کی پوجا میں تمام اہل عالم بشمول اہل اسلام بری طرح گرفتار ہیں۔ آج مسلمان نوجوانوں کو اپنے اندر ابوذر کی روح پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور حضرت علیؑ اور اصحاب صفہ کا روشن کردار اپنانے کی سعی و اہتمام کی حاجت ہے۔ وہ علیؑ جو خلیفۃ المسلمین ہوتے ہوئے بھی یہودی کے باغ میں مزدوری کرتے تھے۔ مگر صرف اتنا کمانا ہی اپنے لئے ضروری سمجھتے تھے کہ جس سے رات کی نان جویں اور قوت لایموت کا سامان فراہم ہو سکے۔ کیونکہ اس مزدوری کے بعد جو وقت بچتا تھا وہ گراں قیمت وقت خداوند کریم کے ریاض رحمت میں مزدوری کے لئے وقف تھا۔ علیؑ وہ ہستی تھے جس نے دنیا کو تین مرتبہ طلاق دی تھی اور یہ طلاق مغلظ ہے جس کے بعد پھر نکاح کی گنجائش نہیں رہتی۔

چنانچہ غوث المتاخرین شاہ سید محمد نور بخش بھی اپنے پیروکاروں کو مولیٰ کی سنت پر عمل کرنے کی تلقین کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

طلق الدنیا ثلاثاً اے فقیر
اقتداً اتباعاً بالا میر

اللہ تعالیٰ ہمیں اتباع امیر کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسرائیلیوں سے چھین لیا اور پھر طالوت (ساول) نے ان سے یہ صندوق چھین لیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے عہد میں کھولا گیا تو اس میں صرف دو الواح نکلیں ۔ مسیحی علماء کے نزدیک توریت کی تدوین پندرہ سو قبل مسیح میں ہوئی ۲۸۴ قبل مسیح میں بہتر علماء نے سے عبرانی سے یونانی میں منتقل کر دیا اور توریت کو پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا۔(۱) پیدائش (۲) خروج (۳) احبار (۴) گنتی (۵) استثناء

(۱) پیدائش

اس حصے میں تخلیق کائنات تخلیق آدم گناہ آدمؑ طوفان نوحؑ ۔ حضرت ابراہیمؑ حضرت اسحاقؑ حضرت یعقوبؑ اور خاص طور پر حضرت یوسفؑ کا ذکر ہے جس میں انہیں حکومت ملنے اور ان کے عالی مرتبت ہونے کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ یوسف کی وفات پر یہ حصہ ختم ہو جاتا ہے۔

(۲) خروج مصر

اس حصے میں حضرت یوسف کے بعد فراعنہ مصر ظہور موسیٰ بنی اسرائیل کا خروج مصر اور شرق ادمی تک پہنچنے کے واقعات بیان ہوئے ہیں اس حصے میں احکام عشر کا بھی ذکر موجود ہے جو یہودی تعلیمات کا منبع و مرکز ہے تابوت سکینہ اور حضرت موسیٰ کی عدم موجودگی میں بنی اسرائیل کے حالات کا بیان بھی موجود ہے۔

(۳) احبار

خبر کی جمع ہے اس حصے میں شرعی احکام کا ذکر ہے جس میں وصایا، احکامات مثلاً کفارات حرام کھانوں حرام رشتوں نذور طہارت اور دیگر جائز و ناجائز امور کا بیان بھی موجود ہے۔

(۴) گنتی

اس میں مختلف لوگوں کے مراتب کا ذکر ہے صحرا، سینا میں بنی اسرائیل کی زندگی پر روشنی ڈالی گئی ہے ۔ کہانت اور اجماعات دینیہ کا ذکر ہے۔

(۵) استثناء

تثنیہ کا معنی تعلیم دین کا تکرار ہے اس حصے میں احکام عشرہ کی نئی توجیہیں بیان کی گئی ہیں۔ حلال و حرام کی امتیاز کا دوبارہ ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت یوشع بن نونؑ کے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خلیفہ بننے کے بیان کا بھی ذکر ہے۔ یہ باب حضرت موسیٰ کی وفات اور جبل مواب میں ان کی تدفین کے واقعے پر ختم ہو جاتا ہے۔

عہد نامہ عتیق کا دوسرا حصہ

تبتیم

اس حصے میں بائیں کتب ہیں پھر ان بائیس کتب کو دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

(۱) تذکرہ انبیاء متقدمین

یوشع ۔ سموئیل اول ۔ دوئم اور ملوک اول اور دوم وغیرہ

(۲) تذکرہ انبیاء متاخرین

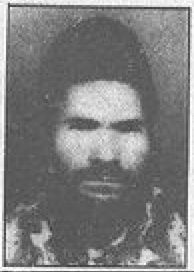
اشعیاء اور حزقیال وغیرہ (جاری ہے)

بقیہ بحصہ ، افتخار رؤف محمد

حصول آب خالص سے ہوتا ہے۔ جہاں پر پانی کمیاب ہو یا گران بہا ہو وہاں پر لوگوں کو پہلے نفس صفائی کے حصول کی ضرورت ہوتی ہو اس کے بعد پانی کے حصول کے لئے تگ و دو کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جہاں پانی کی فراوانی ہو وہاں اس قسم کے مراحل حصول کی ضرورت نہیں رہتی۔

(جاری ہے)

(گزشتہ سے پیوستہ)



حقیقت تصوف

بلبل تصوف مولانا علی کوروی
کی ایک یادگار تقریر

تدوین و اردو ترجمہ محمد بشیر کوروی

اعتبار کو عصمت کسبی کہتے ہیں۔ سلمان فارسی فطرتاً معصوم اگرچہ نہ تھے لیکن کسبی طور پر انہوں نے معصومیت کا مقام حاصل کیا۔ تزکیہ سے معصومیت حاصل کرنے کی وجہ سے رسول کریمؐ نے فرمایا کہ سلمان میرے گھر والوں میں سے ہے۔

دوسرے بزرگ جو اصحاب صفہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ ابوذر غفاریؓ تھے ان کے بارے میں رسول کریم کا ارشاد ہے کہ ابوذر فی امتی کمثل عیسیٰ فی الذھد - ابوذر غفاری میری امت میں بلحاظ زہد و تقویٰ عیسیٰؑ کی مثل ہے۔ سبحان اللہ۔ حاضرین مجلس غور کریں۔ حضرت عیسیٰؑ اولوالعزم پیغمبر تھے۔ روح اللہ تھے۔ خدا کے پیغمبر ابوذر سے خطاب کرتے فرماتے ہیں کہ ابوذر میری امت میں زہد کے لحاظ سے عیسیٰؑ کی مانند ہیں۔ وہ اصحاب صفہ سے تھے۔

بزرگان اصحاب صفہ میں سے ایک بلال حبشیؓ تھے۔ بلال حبشیؓ اگرچہ حبش سے تھے۔ لیکن اصحاب صفہ میں سے ہونے کی وجہ سے بہت اعلیٰ مقام رکھتے تھے۔ عرب کے فصحاء و علماء نے آ کر رسول کریمؐ سے مخاطب کر کے کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ بلال کو اذان دینے نہ دیں۔ وہ حائے حطی کو ہائے ہوز پڑھتے ہیں۔ "ش" کی بجائے "س" پڑھتے ہیں۔ اس لئے اذان دینے کے لئے کسی ایسے شخص کو نامزد کریں جو ان حروف میں تمیز کر کے پڑھ سکے۔ رسول کریمؐ نے بلال سے فرمایا کہ اے بلال آج تم اذان نہ دینا۔

جب رسول خدا کا یہ حکم سنا تو بلال حبشی غم و اندوہ کے گہرے سمندر میں گر گئے۔ آنکھوں سے ابر نیساں کی طرح آنسو بہنے لگے۔ بلال حبشیؓ ایک کونے میں بیٹھ کر عاجزی کے عالم میں خداوند تعالیٰ کے حضور آہیں بھرتے اور دعائیں مانگتے رہے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ بمنشائے خداوند کریم صبح طلوع ہی نہ ہو سکی۔

اصحاب رسولؐ نے جمع ہو کر پیغمبر خداؐ کے حضور فریاد کی اور کہا کہ یا رسول اللہ آج کی رات معمول سے زیادہ لمبی ہوئی ہے۔ صبح ہوتی دکھائی نہیں دیتی۔ کیا بات ہے۔ قیامت برپا تو نہیں ہو رہی "یہ سنتے ہی رسول کریمؐ سوچ میں پڑ گئے۔ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ جبرئیلؑ امین نازل ہوئے اور رسول کریمؐ سے مخاطب ہو کر عرض کیا یا رسول اللہؐ خداوند تعالیٰ کی منشاء یہ ہے کہ اذان بلال دے دے۔ جب تک بلال اذان نہ دے صبح کبھی نہ ہو گی۔ اللہ اکبر! احضار مجلس غور کریں کہ اصحاب صفہ کا مقام کیا تھا۔ اصحاب صفہ کا مقام خداوند عالم کی درگاہ میں کتنا بلند تھا۔ اسی لئے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ السین بلال فو اللہ عند اللہ شین۔ بلال کی زبان سے ادا ہونے والا یہ "س" خدا کے حضور "ش" ہے

اگر اصحاب صفہ رسول اللہ کے قائم مقام نہ ہوتے تو رسول کریمؐ کے لائے ہوئے دین کی کس طرح حفاظت کر سکتے تھے، خدا کے مخلوق کو فلاح کیسے دے سکتے تھے؟

ایک بزرگ از اصحاب صفہ اویس قرنی بھی تھے۔ اویس قرنیؓ کی رسول کریم سے ملاقات کبھی نہیں ہوئی تھی۔ وہ غائبانہ رسول کریم سے متاثر تھے۔ اور والہانہ عشق رکھتے تھے۔ جب اویسؓ نے یہ خبر سنی کہ غزوہ احد میں رسول کریمؐ کے دندان پاک شہید ہوئے ہیں تو انہوں نے اپنے دو دانت نکال ڈالے اور کہا کہ اے اویس رحمت اللعالمین کے دانت گر گئے ہیں تم اپنے دانت رکھ کر کیا کرو گے؟ اس واقعہ کے بعد انہوں نے سوچا کہ شاید ان دو دانتوں کی بجائے دیگر دانت بھی ہو سکتے ہیں پس انہوں نے اپنے دو دیگر دانت اکھاڑ دیئے۔ اسی طرح اٹھائیس دانت نکال کر پھینک دیئے۔ اسی لئے اویس قرنی کے بارے میں رسول کریمؐ فرمایا کرتے تھے کہ انی لاجد ریح نفس الرحمن من قبل الیمن۔